REGD NO P 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اِنَّہٗ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْم

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۲ — شمارہ ۱۳

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری
نائب فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ ۶ — ۰۰
ششماہی ۳ — ۵۰
ممالک غیر ۰ — ۵۰
فی پرچہ ۰ — ۱۳

۱۱ شہادت ۱۳۴۲ ہش — ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ — ۱۱ اپریل ۱۹۶۳ء

اخبار احمدیہ

ربوہ ۸ اپریل - بوقت ساڑھے ۸ بجے صبح ... حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت ... متعلق ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ:-

"پرسوں دن بھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت نسبتاً پرسکون رہی لیکن ہوا لگ جانے کے باعث چہرہ کی دائیں جانب درد کی شکایت اور اعصابی کمزوری رہی۔ کل بھی حضور کو چہرہ کی دائیں جانب درد کی شکایت رہی۔ گذشتہ چند دن موسم کی خرابی کے باعث ہوا لگ جانے سے حضور کے Parotid Gland میں سوزش اور سوجن ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں یہ درد کی شکایت ہے۔ کل کچھ حرارت بھی رہی اور رات کو کچھ بخار بھی ہو گیا۔"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام سے حضور کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

قادیان ۱۰ اپریل - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بفضلہ تعالیٰ بخیریت و عافیت ہیں۔ آپ کے اہل و عیال پاسپورٹ پر ربوہ تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر رہے۔

نوٹ:- 28 مارچ اور 4 اپریل 63ء کے پرچے شائع نہیں ہوئے
مرتبہ ... شعبہ ... ملفوظ ... لائبریرین 20-9-65

افریقہ میں عیسائیت کی ایک اور شکستِ فاش

از محمد اسحٰق صاحب صوفی مبلغ یوگنڈا انچارج احمدیہ مسلم مشن کمپالہ

اسلام کے مقابل پر عیسائیت کو جو شکست اور پسپائی افریقہ میں آجکل نصیب ہو رہی ہے اس کا تجربہ اب عیسائی لیڈروں کو کھاتا جا رہا ہے اور وہ یورپ اور امریکہ سے بار بار اپنے بڑے بڑے پادریوں اور مقرروں کو یہاں بھیج رہے ہیں تاکہ کسی طرح وہ عیسائیت کے اکھڑتے ہوئے قدموں کو یہاں دوبارہ جما سکیں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اب یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ اب جب کہ استعمار جو اسے یہاں لایا تھا وہ ختم ہو رہا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کی لائی ہوئی یہ نحوست بھی یہاں سے چلی جائے۔ آج سے تین سال قبل جب امریکہ کے ایک مشہور منادی ڈاکٹر بلی گراہم نے سارے افریقہ کا ایک تبلیغی دورہ کیا تو جماعت احمدیہ کے مبلغین نے افریقہ کے مشرق و مغرب میں اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ مغربی افریقہ میں اسے ہمارے مبلغین سے مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ اور جب یہ مشرقی افریقہ میں آیا تو ہمارے یہاں کے اس وقت کے رئیس التبلیغ جناب شیخ مبارک احمد صاحب نے اسے نیروبی میں چیلنج کیا کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ اسلام کے مقابلہ پر عیسائیت سچی ہے تو آؤ ہمارے ساتھ دعا میں مقابلہ کر لو۔ جس کا اس نے بر سر عام صرف یہ جواب دیا کہ میرا کام صرف تقریر کرنا ہے نہ کہ دعا۔ اس طرح اسے جو ناکامی یہاں ہوئی اس کا ذکر یہاں کے سب مشہور اخباروں نے کیا۔

ان دنوں پھر امریکہ سے چار آدمیوں کی ایک ٹیم یہاں یوگنڈا میں آئی ہے۔ جس کا لیڈر یہاں کے یوگنڈا گوسپل مشن کے بقول مشہور عالم عیسائی مناد Rev. Morris Cerullo ریورنڈ مارس سرلو ہے۔ اس کی آمد سے کئی روز قبل یہاں کے اخباروں میں بڑے بڑے اشتہار دئے گئے اور بڑے بڑے پوسٹر چھپوا کر شہر میں نمایاں جگہوں پر لگوائے گئے جن میں اس کی ایک بڑی فوٹو دے کر جلی الفاظ میں یہ لکھا تھا

"نجات کے شفائی معجزات"

"امریکہ کے مشہور عالم عیسائی مناد مارس سرلو کی تقریر سنو"

"ہزار ہا لوگ اسے اس کی معجزات کی عالمی مہم پر سن چکے ہیں"

"اب یہ کمپالہ میں آ رہا ہے اور اس کا مقصد ایک عظیم الشان مہم نجات کے شفائی معجزات ہے"

"سب کو شمولیت کی عام دعوت ہے"

"اندھے دیکھنے لگیں گے۔ بہرے سننے لگیں گے اور لنگڑے چلنے لگ پڑیں گے"

"بیماروں، اندھوں اور بہروں کو لاؤ کیونکہ ریورنڈ مارس سرلو اب ہر رات ان کے لئے دعا کرے گا۔"

اس شخص کے دوسرے لیکچر میں خاکسار، حکیم محمد ابراہیم صاحب اور مکرم مختار احمد صاحب ایاز آف ٹانگانیکا، ہم ہر سہ وہاں گئے۔ لیکن جو کچھ ہم نے دیکھا وہ یہ تھا کہ اس نے اپنی پرزور تقریر کے بعد کہا کہ جو ایک کان سے بہرا ہے وہ اپنا ایک ہاتھ کھڑا کر دے اور جو دونوں کانوں سے بہرا ہے وہ اپنے دونوں ہاتھ کھڑے کرے اور ہم نے دیکھا کہ رسیوں کے ایک جنگلے میں بعض نے ایک ہاتھ کھڑا کیا ہے تو بعض نے دونوں ہاتھ کھڑے کئے ہوئے تھے بس یہ دیکھ کر ہم پر اس کے معجزات کی ساری حقیقت کھل گئی کیونکہ جو دونوں کانوں سے بہرے تھے بھلا انہیں شفا ملنے سے پہلے ہی یہ کس طرح علم ہوا کہ وہ ہمیں جو بالکل بہرے ہیں مخاطب کر رہا ہے چنانچہ اس کے بعد ایک دن میں حکیم محمد ابراہیم صاحب کو ساتھ لیکر ان کے مشن پر گیا۔ وہاں اس مشن کے انچارج نے ہمیں دیکھتے ہی پہلا سوال جو ہم سے کیا وہ یہ تھا کہ

"کیا آپ ہمیں بلی گراہم کی طرح کوئی چیلنج دینے کے لئے تو نہیں آئے؟"

اللہ اللہ!! مسیح محمدی کے ادنیٰ خادموں کا کس قدر رعب ہے اور عیسائیت اپنی تمام تر مادی عظمت و شوکت کے باوجود ان سے کس طرح کانپتی ہے!!!

بہرحال ہم نے اسے سمجھایا کہ یہ بات تو بعد میں دیکھی جائے گی۔ اس وقت تو ہم اس ریورنڈ کو دیکھنے آئے ہیں۔ اس پر اس نے کہا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کیا وہ آپ سے ملے گا یا نہیں۔ البتہ میں اس سے پوچھ کر بتا سکوں گا۔ آپ مجھے اپنا ایڈریس دے جائیں" جس پر ہم نے اسے اپنا ٹیلیفون نمبر اور پوسٹ بکس نمبر دونوں دے دئے اور دو دن متواتر ان کے جواب کا انتظار کیا۔ لیکن جب ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو میں نے اسے مندرجہ ذیل چیلنج اپنی طرف سے بذریعہ رجسٹری بھیج دیا اور اس کی نقول یہاں کے ہر سہ اخباروں کو بھیج دیں۔

"۱۳ مارچ ۱۹۶۳ء

ڈیر ریورنڈ مارس سرلو

میں اپنی طرف سے اور یوگنڈا احمدیہ مسلم مشن کی طرف سے آپ کو اس ملک میں آنے کی دلی خوش آمدید کہتا ہوں۔ ہم آپ کی ان کوششوں کو سراہتے ہیں کہ آپ لوگوں کو مذہب اور خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرنے کی طرف لا رہے ہیں۔ آپ کی یہ کوشش دہریانہ اور اشتراکی رجحانات کو روکنے کے لئے یقیناً بہت مفید ثابت ہوگی۔

مسلمانوں کی جماعت احمدیہ کی غرض و غایت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو زندہ خدا تعالیٰ کی طرف بلائے اور ان کا اس سے تعلق قائم کرائے۔ جماعت احمدیہ کے مقدس بانی حضرت احمد مسیح موعود علیہ السلام نے اس حقیقت کو اپنے ذاتی تجربہ اور مثال سے ثابت کر دیا ہے اور یہی روح آپ نے اپنے ان ہزارہا متبعین میں پیدا کر دی ہے جو نہ صرف عام مسلمانوں بلکہ عیسائیوں اور دیگر مذاہب میں سے بھی اس جماعت میں داخل ہوئے ہیں۔

آجکل دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں اور ایک عام آدمی حیران ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو پانے کے لئے کس مذہب میں داخل ہو۔ اس لئے میں آپ کی اس ملک میں حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یوگنڈا میں جماعت احمدیہ کے نمائندہ کی حیثیت سے ایک سیدھی اور آسان صورت آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس سے لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ کونسا مذہب خدا تعالیٰ کو پسند ہے

جماعت احمدیہ کا سب مذاہب کو بالعموم اور عیسائیت کو بالخصوص ایک مستقل چیلنج ہے جماعت احمدیہ کے مقدس بانی حضرت احمدؑ نے یہ چیلنج اپنے زمانہ کے عیسائی لیڈروں کے سامنے پیش کیا لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے پھر یہ چیلنج اس زمانہ کے عیسائی رہنماؤں کے سامنے پیش کیا لیکن وہ آج تک خاموش بیٹھے ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں جب مشہور امریکی پادری ڈاکٹر بلی گراہم مشرقی افریقہ کے دورہ پر آیا تو ہمارے اس وقت کے رئیس التبلیغ جناب شیخ مبارک احمد صاحب نے نیروبی میں پھر اسے ہماری جماعت کے ساتھ دعا میں مقابلہ کرنے کو کہا۔ لیکن اس نے بر سر عام یہ اعتراف کیا کہ وہ اس چیلنج کو قبول

(باقی صفحہ ...)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر پبلشر نے ... آرٹ پریس ... میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

قادیان میں یوم مسیح موعودؑ کا جلسہ

مرسلہ مکرم بھائی اللہ دین صاحب سیکرٹری تبلیغ لوکل انجمن احمدیہ قادیان

قادیان - ۲۳ر مارچ - آج جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام مسجد اقصےٰ میں زیر صدارت مکرم حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی ساڑھے نو بجے صبح تلاوت مجید سے آغاز پذیر ہوئی جو مکرم حافظ اللہ دین صاحب نے فرمائی اس کے بعد مکرم حافظ عبد الرحمٰن صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح

نہایت خوش الحانی سے سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ پھر صاحب صدر نے جلسہ کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی یہ سنت ہے کہ اس کے مرسل و مامور جہاں روحانی طور پر اعلےٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں وہاں نسلی اور خاندانی طور پر بھی وہ خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مورث اعلےٰ مرزا ہادی بیگ صاحب ایک ممتاز فارسی النسل خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جو شہنشاہ بابر کے زمانہ میں ہندوستان میں آیا تھا۔ اور روحانی طور پر تو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسیح موعود سے اپنی یگانگت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یدفن معی فی قبری کہ وہ میری قبر میں دفن ہوگا۔

چنانچہ آج کا جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت اور کارناموں کے بیان کے لئے منعقد کیا جا رہا ہے

اس کے بعد مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے متعلق گذشتہ انبیاء و اولیاء کی پیشگوئیاں" کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ انسان دو چیزوں یعنی روح اور جسم کا مرکب ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ابتدائے آفرینش سے جس طرح جسم انسانی کی ضروریات کو پیدا کرنے کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے اسی طرح روحانی نشوونما کیلئے انبیاء و مرسلین کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے اسی ضمن میں آپ نے باغ کی تمثیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح ہم اپنے آباؤ اجداد کے لگائے ہوئے باغوں کے پھل کھاتے ہیں اسی طرح موجودہ زمانہ کی روحانی غذا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہونے والے روحانی مائدہ کا ذکر گذشتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام نے فرمایا ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے متعلق حضرت کرشنؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان پیشگوئیوں کے بیک وقت پورا ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب ایک ہی سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں

اس کے بعد مکرم عبد القادر صاحب نے اپنے قبولِ احمدیت کے واقعات سنائے کہ وہ حیدر آباد کے ایک مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے تھے مگر وہ سب لوگ محض برائے نام مسلمان تھے۔ انہوں نے ایک عیسائی مناد سے متاثر ہو کر عیسائیت کو قبول کیا اور خوب زور شور اور اخلاص سے عیسائیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ اسی سلسلہ میں انہیں ایک حوالہ کی تلاش کے سلسلہ میں چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدر آباد سے تعارف حاصل ہوا۔ اور احمدیت سے شناسائی حاصل ہوئی۔ چنانچہ احمدیت کی موثر تعلیم نے ان پر گہرا اثر کیا اور ۲۳ر مارچ ۶۲ء کو وہ دوبارہ شرفِ اسلام سے مشرف ہوئے

اس کے بعد مکرم چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ حیدر آباد نزیل قادیان نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یاتی علی الناس زمان لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہٗ ولا یبقیٰ من القراٰن الا رسمہٗ کے مطابق موجودہ زمانہ کی بدحالی کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ اس لامذہبیت اور اللہ تعالےٰ سے بُعد کو دیکھ کر اس کی غیرت جوش میں آئی اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو احیائے دین اور قیام شریعت اسلامیہ کے لئے مبعوث فرمایا اسی ضمن میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے ایمان افروز اقتباسات سنا کر اس امر کو تفصیل سے بیان کیا کہ آپ کی بعثت کا مقصد بنی نوع انسان کو وحشی سے انسان اور انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنانا ہے۔

اس کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تقریر بذریعہ ٹیپ ریکارڈ سنائی گئی جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آج سے چوراسی سال قبل سلسلۂ بیعت جاری ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اسلام کی دوبارہ ترقی اور روحانی غلبہ کی الٰہی بشارت کو تفصیل سے بیان فرمایا

بعد ازاں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی پُر درد اور پُر سوز نظم جو آپ نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے لئے تحریک دعا کے طور پر رقم فرمائی ہے اور جس

تبصرہ

دُرِّ ثمین (اردو)

سائز ۳۰×۲۰/۱۶
صفحات ۱۵۲
قیمت محض برائے نام
ناشر شیخ محمد اسماعیل پانی پتی - لاہور

"دُرِّ ثمین" سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم اردو کلام کا مجموعہ ہے۔ عام طور پر شعری مجموعوں پر تبصرہ کرتے وقت تبصرہ نگار شعروں کے اوزان و بحور، نکات جدت طبع اور اچھوتے پن کو سامنے رکھ کر ایک تعارف، تعریف یا تنقید لکھ دیتے ہیں لیکن یہاں تعلق کسی شاعرانہ فن سے نہیں اور نہ ہی نفسِ کلام سے متعلق کچھ کہنے کی گنجائش ہے، کیونکہ کلام الامام تو ہوتا ہی امام الکلام ہے۔

سو کلام تو کلام ہی تھا لیکن آفرین ہے اس کے ناشر پر کہ اس نے بڑی ہمت سے کام لے کر اسے ظاہری طور پر بھی اس نفاست، خوبصورتی اور دیدہ زیبی سے مزین کر دیا ہے کہ کتاب دیکھنے پر بڑی دیر تک یہی جی چاہتا ہے کہ اس مرقعِ حسن و جمال کو بس دیکھے ہی جائیے۔ اسے دیکھ کر طبیعت میں ایک عجیب فرحت اور دلبستگی پیدا ہوتی ہے اور نگاہیں جم کر رہ جاتی ہیں۔ اور پھر اس کا حسنِ طباعت و کتابت یوں دعوتِ مطالعہ دیتا ہے کہ چاہے آپ بیس مرتبہ اسے پڑھ چکے ہوں آپ کا جی چاہے گا کہ ایک بار پھر اس مرقعِ حسن و نفاست کو دیکھا اور پڑھا جائے۔

مہنگائی کے اس ہمت شکن دور میں نہایت عمدہ کاغذ پر عمدہ بلاک کی چھپائی پر اس قدر خوبصورتی اور باصرہ نوازی کے ساتھ کسی کتاب کو شائع کرنا کہ کتاب کو دیکھ کر یوں محسوس ہو کہ ہم کسی تختۂ گل کو بہارِ پُر شباب کے زمانہ میں دیکھ رہے ہیں۔ بڑے دل گردے کا کام ہے اور اس دل گردے کی عظمت اور بھی اجاگر ہو جاتی ہے جب یہ معلوم ہو کہ ناشر اپنا گھر لٹانے پر تلا ہوا ہے اور اس نے اس عظیم الشان روحانی خزینے کو گویا مفت ہی تقسیم کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اگر راقم الحروف اس کتاب کو مِن و عن اسی طرح چھپواتا تو اڑھائی روپیہ سے ایک کوڑی بھی کم قیمت نہ رکھتا۔ لیکن اگر پانی پتی صاحب ان روحانی خزائن کو عام کرنے کے اس فیاضانہ انداز پر تُل ہی گئے ہیں تو انہیں کون کہہ سکتا ہے کہ اسے ایک روپیہ میں فروخت نہ کیجئے۔!

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے "دُرِّ ثمین" کے نفسِ کلام کے متعلق کچھ عرض کرنا تو بہت بڑی جسارت ہے لیکن نورٌ علیٰ نور کو نورٌ علیٰ نور کہے بغیر گذر جانا تو شاید اس سے بھی بڑی جسارت ہو۔ مجھے آج کی طرح یاد ہے کہ جب جب غیر احمدی تھا تو گو میں اس زمانہ میں اپنے گمراہ عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں (خاکم بدہن۔ خاکم بدہن۔ خاکم بدہن) سخت گستاخ تھا لیکن دُرِّ ثمین میں نے پڑھی ہوئی تھی اور میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ قادیان والے مرزا نے یہ کیا کہہ دیا ہے کہ ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا   نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اور سوچتا کہ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے۔ ہمارے مولوی صاحب اور پیر صاحب تو فرماتے ہیں کہ قادیان والا مرزا آنحضرت صلعم کی ہتک کرتا ہے۔ مگر یہ شعر تو کمالِ عشق پر دلالت کرتا ہے اور پھر ؎

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب   گر نہ ہوتا نام احمدؐ جس پہ میرا سب مدار

جب میرے ذہن میں آجاتا تو میرا ضمیر اکثر مجھے ٹہوکے لگاتا کہ جو شخص اپنا سارا مدار احمدؐ نام پر رکھتا ہے اسے بُرا کیوں سمجھا جاتا ہے؛ لیکن ضمیر کے یہ تازیانے تعصب اور مخالفت کی تیز آندھی میں اپنی شدت کھو بیٹھتے اور میں چکنے کا چکنا گھڑا رہ جاتا اور ما حجبنا عنہ اباءنا کی کیفیت اتنی غالب رہتی کہ ؎

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ   مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

بھی نظر انداز ہو جاتا ______ مگر آخر اللہ تعالےٰ نے مجھ پر فضل کیا اور ضمیر کی ٹھوکروں نے تعصب کا قلعہ مسمار کر دیا۔ الحمدللہ

سو یہ کلام مبارک اس قدر پُر تاثیر اور پُر نور ہے کہ دلوں کے پرانے زنگ کو کھرچ کر صاف کر دیتا ہے اور مردہ دلوں میں قم باذن اللہ کہہ کر ایک روح اور حرکت پھونک دیتا ہے آپ اگر بیس بار بھی پہلے دُرِّ ثمین کو پڑھ چکے ہیں تو اس ایڈیشن کو پڑھ کر آپ ایک نئی جلا پائیں گے اور اگر آپ یہ خزانہ صرف ایک روپیہ میں لوٹ کر اپنے کسی غیر احمدی عزیز یا دوست کو پیش کریں تو کون جانتا ہے کہ اس کی قوتِ متاثرہ اس روحانی تاثر کو قبول کرنے کے لئے ہی تیار ہو جائے اور وہ مسیح محمدی کے دیوانوں کی صف میں آ کھڑا ہو اور ناصرِ دینِ احمد بن جائے اور یوں آپ فریضۂ تبلیغ سے بھی سبکدوش ہو جائیں۔

"دُرِّ ثمین" معنوی اور روحانی اعتبار سے تو ایک قیمتی موتی تھا ہی۔ لیکن جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی (رام گلی نمبر ۳ لاہور) نے اسے گویا اطلس و کمخواب میں لپیٹ کر پیش کیا ہے اور نہایت عمدہ بلاکوں پر چھپوایا ہے۔ اور تبصرہ کے یہ الفاظ اس کے حسن ظاہری و معنوی کے مقابل پر میں محسوس کر رہا ہوں کہ نہایت کمتر ہیں بھارت کے احمدی احباب کے لئے خوشخبری یہ ہے کہ یہ خزینۂ علم و عرفان صرف ایک روپیہ میں نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان سے مل سکتا ہے۔ (فیض احمد گجراتی)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی طرف سے اسلام کی صداقت کو ظاہر کرنے کیلئے عیسائیت کے خلاف زبردست جدّوجہد

یہ جدوجہد اور پادریوں اور انگریزی حکومت کیطرف سے آپ کی شدید مخالفت اس امر کا واضح ثبوت ہے،

کہ

آپ پر انگریزوں کا ایجنٹ ہونے کا الزام سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک معرکۃ الآراء غیر مطبوعہ تقریر فرمودہ ۲۷ر دسمبر سنہ ۱۹۵۰ء بمقام ربوہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۷ر دسمبر سنہ ۵۰ء کو جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب پر احرار اور ان کے ہمنواؤں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے جواب میں یہ نہایت پر اثر تقریر فرمائی تھی جو اب تک شائع نہیں ہو سکی تھی۔ اب الفضل ۱۹ر مارچ سنہ ۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی ہے اور ذیل میں افادۂ احباب کے لئے شائع کی جا رہی ہے:- (ادارہ)

حضور نے فرمایا:-

ہماری جماعت کے خلاف لوگوں میں اشتعال پیدا کرنے کے لئے مخالف علماء کی طرف سے جو غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں ان میں سے

ایک بڑی غلط فہمی یہ پھیلائی جاتی ہے

کہ انگریزوں کی عادت تھی کہ وہ رعایا میں تفرقہ ڈال کر حکومت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی عادت کے مطابق انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے احمدیوں کو کھڑا کیا۔ گویا احمدی نعوذ باللہ انگریز کے ایجنٹ ہیں۔ اور انہی کی سکیم کے مطابق اس جماعت کا وجود عمل میں آیا ہے۔ یہ اعتراض اس قدر لغو اور دور از حقیقت ہے کہ ہمیں حیران ہوں لوگوں نے اسے کیونکر قبول کر لیا۔ اگر وہ ذرا بھی غور کرتے اور سوچنے اور تدبر سے کام لینے کی عادت پیدا کرتے تو اس غلط فہمی میں کبھی مبتلا نہ ہوتے۔

اس اعتراض کی لغویت

تو اس سے ظاہر ہے کہ خود انہی علماء کے لیڈر ایک زمانہ تھا جب کہ انگریز حکمران تھے بڑے زور سے کہا کرتے تھے کہ مرزا صاحب حکومت کے باغی ہیں۔ اگر ان کی طرف فوری توجہ نہ کی گئی تو حکومت کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے پانچ سات سال بعد کی کتب جو مخالفین کی طرف سے لکھی گئیں ان میں کہیں بھی یہ نظر نہیں آتا کہ مرزا صاحب انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔ بلکہ ان کی تمام کتب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مرزا صاحب حکومت کے مخالف اور باغی ہیں۔ لیکن اب یہ کہا جاتا ہے کہ احمدی انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اصل غرض لوگوں کو اشتعال دلانا ہے۔ جب انگریزوں کو اشتعال دلانا مقصود تھا تو یہ کہا جاتا تھا کہ مرزا صاحب حکومت کے باغی ہیں۔ اور جب عوام کو اشتعال دلانا چاہا تو کہہ دیا کہ احمدی انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔ اگر احمدی انگریزوں کے ایجنٹ تھے تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور دوسرے علماء نے اس وقت یہ کیوں لکھا کہ مرزا صاحب انگریزوں کے مخالف اور حکومت کے باغی ہیں ذمہ دار افسروں کو ان کے خلاف فوری کارروائی کرنی چاہئیے انہوں نے تو اس اعتراض کو اتنی اہمیت دی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہاماً بتایا گیا کہ

سلطنتِ برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازاں ضعف وفساد و اختلال

(بعض روایات میں ایام ضعف و اختلال کے الفاظ بھی آتے ہیں) تو بعض مصلحتوں کی بناء پر اسے شائع نہ کیا گیا۔ بلکہ صرف اپنی جماعت کے دوستوں کو بتانے پر اکتفا کیا گیا۔ لیکن مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو ہر وقت اسی ٹوہ میں رہتے تھے کہ کوئی قابلِ اعتراض بات مل جائے انہوں نے یہ الہام کسی احمدی سے سُن لیا اور فوراً ایک مضمون لکھا کہ کیا ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ شخص (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) حکومت کا باغی ہے۔ اب اسے یہ الہام بھی ہونے لگا ہے کہ حکومتِ برطانیہ چند سال تک ہی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود فی الواقعہ

انگریزوں کے ایجنٹ تھے

اور جماعت احمدیہ انگریزوں کی قائم کردہ تھی تو آپ کو انگریزوں کے خلاف الہام کیوں ہوا یہ تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو انگریزوں نے قائم کیا۔ مگر کیا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ انہی کے خلاف اپنے الہامات دوستوں کو بتاتے اور پھر وہ پورے بھی ہو جاتے۔ آپ کو یہ الہام سنہ ۱۸۹۲ء میں ہوا اور سنہ ۱۹۰۰ء کے بعد سے انگریزوں کی حکومت میں ضعف و اختلال شروع ہو گیا۔ ملکہ وکٹوریہ فوت ہوئی اور آہستہ آہستہ کینیڈا آسٹریلیا اور ہندوستان میں بیداری پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے آزادی حاصل کر لی۔ پس یہ عقلی طور پر محال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انگریزوں کا ایجنٹ قرار دیا جائے۔ اگر آپ کو انگریزوں نے قائم کیا تھا تو چاہئیے تھا کہ وہ آپ کو ایسی باتیں سکھاتے جو ان کی تائید کرنے والی ہوتیں۔ کیونکہ جہاں یہ لوگ سیاست میں بڑھے ہوئے ہیں وہاں مذہبی تعصب میں بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ سابق بادشاہ ایڈورڈ ہشتم کی تخت سے دستبرداری کا واقعہ اس کا ثبوت ہے کہ ان کا ایک عورت مسز سمپسن سے تعلق تھا وہ دیر سے شاہی دعوتوں میں بلائی جاتی تھی ان میں خود وزیر اعظم بھی شریک ہوتے تھے وہ اکثر اوقات شاہی حلقہ میں رہتی تھیں۔ اور شاہی موٹر ان کی خدمت پر مامور رہتے تھے لیکن کسی وزیر نے انکے میل جول پر اعتراض نہ کیا۔ مسٹر بالڈون جنہوں نے بعد میں اعتراض کیا وہ کئی دفعہ ان ناچ گانوں میں شامل ہو چکے تھے۔ جن میں وہ عورت ایڈورڈ ہشتم کے ساتھ شریک ہوتی تھی۔ لیکن جب ایڈورڈ ہشتم کی تاجپوشی کی رسوم طے ہونے لگیں اور اس غرض کے لئے ایک خاص کمیٹی عمل میں آئی اور اس نے اپنی رپورٹ بادشاہ کے سامنے رکھی تو بادشاہ نے مذہبی رسم کا حصہ ادا کرنے سے انکار کر دیا اور صاف طور پر کہہ دیا کہ میں اس پر یقین نہیں رکھتا اس لئے مجھے معذور سمجھا جائے۔ جب یہ بات وزراء اور پادریوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے سخت بُرا منایا اور آرچ بشپ آف کنٹربری نے اس تقریب میں شامل ہونے سے انکار کر دیا اور پھر مسز سمپسن کے ساتھ شادی کے واقعات کو بہانہ بنا کر ان کے خلاف اس قدر شور کیا گیا کہ آخر ایڈورڈ ہشتم کو تخت سے دستبرداری کا اعلان کرنا پڑا ــــــ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ انگریز مذہب کے بارہ میں

نہایت متعصب واقع ہوئے ہیں

اسی طرح برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر اٹیلی کی بہن سخت کٹر پادری تھی ہمارے مشن میں بھی وہ آیا کرتی تھی وہ سالہا سال افریقہ میں بطور مشنری کام کیا کرتی تھی۔ پس انگریز خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے ان میں اسلام کے خلاف اور عیسائیت کی تائید میں ایک شدید جذبہ پایا جاتا ہے

سنہ ۱۹۲۴ء میں

میں جب انگلستان گیا

تو ایک دہریہ ڈاکٹر سے میرا تبادلۂ خیالات ہوا۔ جب اس سے میری گفتگو ہوئی تو اس نے دو چار فقرات کے بعد ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا۔ میں نے کہا آپ تو خدا کو بھی نہیں مانتے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کیوں اعتراض کرتے ہیں۔ صرف ہستی باری تعالیٰ تک اپنی گفتگو کو محدود رکھیں۔ مگر اس نے پھر اعتراض کر دیا۔ میں نے اسے دوبارہ نرمی سے سمجھایا لیکن وہ باز نہ آیا۔ آخر جب اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تو میں نے حضرت مسیح علیہ السلام پر اعتراض کر دیا۔ اس پر اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور کہنے لگا میں مسیح (علیہ السلام) کے متعلق کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ میں نے کہا اگر تم مسیح کے متعلق کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں تو کیا میں ہی ایسا بے غیرت ہوں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق اعتراضات سنتا چلا جاؤں اور خاموش رہوں

غرض برطانیہ کے ایک دہریہ کو بھی عیسائیت سے بھی محبت ہے عیسائیت کی محبت میں برطانیہ اور امریکہ سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ ایک ایک پونڈ سے زیادہ اپنے مشنوں پر سالانہ خرچ کرتے ہیں اور

چھوٹے حکام سے لے کر وائسرائے اور بادشاہ تک گرجا میں جاتے ہیں

پھر کیا یہ عجیب بات نہیں

کہ علماء کے خیال کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا تو انگریزوں نے کیا مگر آپ کو کہا کہ تم کہو عیسیٰؑ مر گیا ہے کیا یہ بات کسی انسانی عقل میں آسکتی ہے؟ جو حکومت اربوں روپیہ عیسائیت کی اشاعت کے لئے خرچ کر رہی ہے، جس کی بنیاد ہی مسیح کی الوہیت پر ہے جس کے پادریوں میں اتنی طاقت ہے کہ ان کی مخالفت کی وجہ سے ایک بادشاہ بھی استعفاء دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کیا اس نے مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے یہی کہلوانا تھا کہ عیسیٰؑ مر گیا ہے۔ حالانکہ عیسیٰؑ کے مرنے میں عیسائیت کی موت ہے

مجھے یاد ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جب سیالکوٹ میں ۱۹۰۴ء میں تقریر ہوئی تو علماء نے آپ پر کفر کے فتوے لگائے۔

اور ان میں سب سے پیش پیش پیر جماعت علی صاحب تھے۔ ڈھنڈورے پیٹے گئے۔ اور اشتہاروں اور اعلانوں کے ذریعہ سے یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ جو شخص مرزا صاحب کی تقریر سننے جائے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ آپ کی یہ تقریر ایک سرائے میں ہوئی تھی۔ لوگ باوجود ان فتووں کے تقریر سننے کے لئے گئے۔ مولوی اشتہار بانٹتے تھے۔ اور لوگوں کو پکڑ پکڑ کر کہتے تھے دیکھو اس میں کیا لکھا ہے تو لوگ یہ کہہ کر آگے چلے جاتے کہ نکاح کا کیا ہے۔ نکاح تو پھر سوا روپیہ دے کر ہم پڑھوا لیں گے لیکن مرزا صاحب شاید دوبارہ یہاں نہ آئیں۔ لیکچر کے بعد جب آپ جائے قیام کی طرف روانہ ہوئے تو لوگوں نے

آپ کی گاڑی پر خشت باری

شروع کر دی۔ ان دنوں سیالکوٹ میں ایک انگریز ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا جس کا نام بیٹی (Beatie) تھا۔ اس نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ سنو! یہ سپاہی خدا کو مار رہا ہے لیکن میں خاموش کھڑا تقریر سن رہا ہوں اور تمہارے مذہب کو زندہ کر رہا ہے اور تم شور مچا رہے ہو غرض ہم نے عیسیٰؑ جیسا پیغمبر کا خدا مار دیا لیکن پھر بھی ان کی نگاہوں میں ہم انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔ اور یہ لوگ ان کے خدا کو زندہ آسمان پر بٹھائے ہوئے ہیں اور پھر بھی انگریزوں کے مخالف ہیں

میں بتا چکا ہوں کہ یہ بات عقلی طور پر محال ہے کہ ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ کہا جا سکے

اب میں واقعاتی مثالیں لیتا ہوں

اگر احمدیوں کو فی الواقعہ انگریزوں نے قائم کیا ہوتا تو ضروری تھا کہ پادری جو واقعہ میں عیسائیت کے ایجنٹ ہیں اور جن کی مدد سے عیسائیت ہر ملک میں پھیلی ہے وہ ان کے دوست ہوتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا سب سے پہلے جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی وہ پادری ہی تھے۔ امرتسر میں پادری رلیا رام کا ایک مشہور پریس تھا۔ ایک دفعہ آپؑ نے ایک مسودہ چھپنے کے لئے بھجوایا اور مسودہ کے ساتھ ایک خط بھی رکھ دیا جس میں طباعت کے متعلق ہدایات درج تھیں۔ اس وقت کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا۔ آپؑ رلیا رام کے کسٹومر (Customer) تھے اور دوکاندار اپنے گاہک سے کوئی برا سلوک نہیں کیا کرتا لیکن رلیا رام نے ایک انگریز سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات کی مدد سے

آپ پر مقدمہ چلا دیا

مقدمہ میں خود سپرنٹنڈنٹ پیش ہوا۔ مجسٹریٹ نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے پیکٹ میں خط ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میں نے مسودہ کے ساتھ خط بھی بھیجا تھا۔ آپؑ کی اس سچائی کا مجسٹریٹ پر نہایت گہرا اثر ہوا۔ سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات نے بہتیرا زور لگایا کہ آپ کو کسی طرح سزا ہو جائے لیکن مجسٹریٹ نے کہا میں سچ بولنے والے کو سزا نہیں دے سکتا اور اس نے آپؑ کو بری کر دیا۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے پہلے

عیسائی پادریوں نے ہی مخالفت

کی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشہور مخالف پادری ٹھاکر داس تھا اس نے اسلام اور احمدیت کے خلاف "ریویو براہین احمدیہ" "ازالۃ المزار قادیانی" "ذنوب محمدیہ" اور "انجیل یا قرآن" چار کتابیں لکھی ہیں۔ پھر پادری ایس پی جیکب (S. P. Jacob) تھا اس نے آپؑ کے خلاف ایک کتاب لکھی جس کا نام "مسیح موعود" تھا۔ ڈاکٹر گریسوولڈ (Dr. Griswold) نے "مرزا غلام احمد قادیانی" کے نام سے آپ کے خلاف ایک کتاب لکھی۔ پھر مشہور پادریوں فتح مسیح، وارث مسیح، عماد الدین، سراج الدین، عبداللہ آتھم اور ہنری مارٹن کلارک نے آپؑ کی مخالفت کی۔

عجیب بات یہ ہے

کہ عبداللہ آتھم سرکاری ملازم تھا اور ڈپٹی کے عہدہ پر فائز تھا۔ اگر انگریزوں نے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کیا تھا تو کیا انہوں نے اپنے ایک اعلیٰ افسر سے کہہ رکھا تھا کہ وہ آپؑ کی ہتک کرے پھر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے آپؑ پر اقدام قتل کا مقدمہ چلایا۔ امرتسر کے ڈی سی اے۔ ای مارٹینو نے آپؑ کے نام خلاف قاعدہ وارنٹ گرفتاری جاری کیا۔ کیا یہ ایجنٹوں والا سلوک ہے جو آپ سے کیا گیا۔ پھر قادیان جانے والے ہر احمدی کا نام نوٹ کیا جاتا تھا کیا یہ اس بات کی علامت ہے کہ احمدیت انگریزوں کی قائم کی ہوئی ہے

ہمارے بڑے بھائی

مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم

بیان کیا کرتے تھے کہ ابھی وہ احمدی نہیں ہوئے تھے کہ وہ ڈی سی جالندھر کو کسی کام کے سلسلہ میں ملنے کے لئے گئے۔ اس نے کہا مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ اپنے باپ والا عقیدہ نہیں رکھتے۔ مرزا سلطان احمد صاحب گو احمدی نہیں تھے لیکن ان میں غیرت پائی جاتی تھی۔ انہوں نے ڈی سی سے کہا کہ آپ نے تو مجھے حرامزادہ قرار دیا ہے۔ اس نے کہا آپ کو کس نے ایسا کہا ہے میں نے تو نہیں کہا۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے جواب دیا کہ جو شخص اپنے باپ کا مخالف ہوتا ہے وہ حرامزادہ ہی ہوتا ہے اس پر اس نے معذرت کی کہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے

غرض عیسائیوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتنی مخالفت پائی جاتی تھی کہ ایک عیسائی ڈی۔ سی مرزا سلطان احمد صاحب کو اپنے باپ کی جماعت میں شامل نہ ہونے پر مبارکباد دیتا ہے

قادیان جانے والوں پر پہرہ

اس وقت تک قائم رہا جب تک کہ آپؑ کی وفات سے دو سال قبل ایمرسن (Emerson) نہ آیا۔ اس نے یہ سوال اٹھایا کہ یہ پہرہ کیوں ہے۔ جب اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ مرزا صاحب نے حکومت کے خلاف کوئی اقدام کیا ہے۔ وہ ایک مذہبی آدمی ہیں تو پھر یونہی اتنے آدمی رستہ پر کیوں بٹھائے جاتے ہیں اور کیوں اتنا روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس کے آنے پر خفیہ پولیس کی ڈائریوں کا سلسلہ ختم ہوا۔

اگر ہم انگریزوں کے ایجنٹ ہوتے

تو پادری مارٹن کلارک ہماری مدد کرتا۔ لیکن اس نے ہماری مخالفت کی اور اس کی تائید مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کہا کہ عدالت میں میں بھی یہی کہوں گا کہ مرزا صاحب نے عبدالحمید کو آپ کے قتل کے لئے بھیجا تھا۔ مسٹر ڈگلس صاحب گورداسپور آئے تو پادریوں نے انہیں بار بار کہا کہ مرزا غلام احمد ہمارے دین کی ہتک کرتا ہے اسے کسی نہ کسی طرح ضرور سزا ملنی چاہیئے۔ پھر جب امرتسر کے ڈی سی مسٹر اے ای مارٹینو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کرائے اور بعد میں اسے خیال آیا کہ اس نے یہ حکم خلاف قانون دیا ہے وہ گورداسپور کے کسی ملزم کے نام وارنٹ جاری نہیں کر سکتا تو اس نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور مسٹر ڈگلس کو تار دیا کہ میں نے غلطی سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے جو وارنٹ گرفتاری جاری کئے ہیں انہیں منسوخ سمجھا جائے۔ انگریز افسر عموماً اپنے ساتھیوں سے مشورہ لے لیتے ہیں انہوں نے دوسرے افسروں کو جو کہ ان سے مشورہ لیا۔ مسلمان افسروں نے کہا مرزا غلام احمد صاحب مذہبی آدمی ہیں اور ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں یہ مناسب نہیں کہ ان کے نام وارنٹ گرفتاری جاری کیا جائے۔ اگر انہیں بلانا ضروری ہے تو کوئی آدمی بھیج کر انہیں بلا لیا جائے۔ انہوں نے مشورہ مان لیا اور گورداسپور سے حضورؑ کے نام نوٹس جاری کر دیا گیا کہ آپ بٹالہ میں پیش ہوں اور پولیس کے ایک افسر جلال الدین یہ نوٹس لے کر قادیان آئے۔ جب آپ عدالت میں پیش ہوئے تو آپ کو دیکھتے ہی ان کی کایا پلٹ گئی۔ اور انہوں نے عدالت کے چبوترے پر کرسی بچھا کر آپ کو عزت کے ساتھ بٹھایا۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

تو اس بات کے حریص تھے کہ آپ کو ہتھکڑی لگی ہوئی دیکھیں۔ ان کا خیال تھا کہ مقدمہ کرنے والا انگریز ہے۔ فیصلہ دینے والا انگریز ہے اور میں اہلحدیث کا ایڈووکیٹ بطور گواہ جا رہا ہوں اب تو مرزا صاحب کو ضرور پھانسی کی سزا ہو گی۔ وہ اس دن ایک بڑا جبہ پہن کر شاہانہ شان میں آئے۔ اور سمجھتے تھے کہ مرزا صاحب کو ہتھکڑیاں لگی ہوئی ہوں گی اور میں انہیں دیکھ کر مسکراؤں گا۔ مگر جب عدالت میں آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بجائے ہتھکڑی لگنے کے اعزاز کے ساتھ مجسٹریٹ کے پاس کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ مولوی صاحب آپ کا

یہ اعزاز دیکھ کر جل گئے

(یہ مولوی صاحب جو عیسائیوں کی تائید میں گواہی دینے کے لئے عدالت میں آئے تھے انہیں تو انگریزوں کا دشمن کہا جاتا ہے اور مرزا صاحب جن پر انگریزوں نے قتل کا مقدمہ کھڑا کیا تھا انہیں انگریزوں کا دوست قرار دیا جاتا ہے) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے عدالت میں آتے ہی آگے بڑھ کر مجسٹریٹ سے کہا

مجھے بھی کرسی دی جائے

ڈپٹی کمشنر حیران ہوا کہ کیا یہ ملاقات کا کمرہ ہے کہ کرسی مانگی جا رہی ہے۔ اس نے کہا تم کون ہو

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کہا کہ میں اہلحدیث کا ایڈووکیٹ ہوں اور مشہور مولوی ہوں۔ ڈپٹی کمشنر نے کہا تم گواہی دینے آئے ہو ملاقات کرنے نہیں آئے۔ پھر کرسی کا مطالبہ کیسا؟ مولوی محمد حسین صاحب نے کہا اگر عدالت میں مجھے کرسی نہیں مل سکتی تو مرزا صاحب کو کیوں کرسی دی گئی ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے کہا ان کا نام خاندانی کرسی نشینوں میں ہے۔ مولوی صاحب نے کہا مجھے بھی کرسی ملتی ہے اور میرے باپ کو بھی کرسی ملتی تھی میں جب لاٹ صاحب کو ملنے جاتا ہوں تو وہ مجھے کرسی دیتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر نے کہا بک بک مت کر پیچھے ہٹ۔ اور سیدھا کھڑا ہو جا۔ یہ سنتے ہی اردلی آیا اور اس نے مولوی صاحب کو کمرہ سے باہر کر دیا۔

مولوی صاحب نے باہر نکلے

تو خیال کیا کہ اگر یہ بات باہر نکل گئی تو بدنامی ہوگی۔ اس لئے اندر کے معاملہ کے اخفاء کے لئے ایک کرسی پر جو برآمدہ میں پڑی تھی بیٹھ گئے۔ اردلیوں کو چونکہ معلوم ہو چکا تھا کہ کرسی کی درخواست پر اسے جھاڑ پڑی ہے۔ انہوں نے خیال کیا ایسا نہ ہو کہ مولوی صاحب کو یہاں بیٹھے دیکھ کر صاحب ہم پر ناراض ہو انہوں نے اس کرسی پر سے بھی انہیں جھڑک کر اٹھا دیا۔ مولوی صاحب وہاں سے بھی ذلت کے ساتھ اٹھ کر باہر چلے گئے۔ عدالت کے باہر ہزاروں آدمی مقدمہ کی کارروائی سننے کے لئے کھڑے تھے۔ ان میں سے بعض تو یہ دعائیں کر رہے تھے کہ اے خدا اسلام کے پہلوان کو

عیسائیوں کی طرف سے دائر شدہ مقدمہ

میں بری کر دے اور کچھ لوگ مخالفت کی وجہ سے وہاں جمع تھے تا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سزا پا کر باہر نکلیں تو وہ خوشی کے شادیانے بجائیں۔ ان لوگوں میں سے بعض تو زمین پر بیٹھے تھے اور کچھ چادریں بچھا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب نے اپنی سبکی کو چھپانے کے لئے مناسب سمجھا کہ کسی چادر پر ہی بیٹھ جائیں تاکہ باہر کے لوگ یہ سمجھیں کہ انہیں اندر بھی کرسی ملی ہوگی۔ انہوں نے ایک چادر کا کنارہ کھینچا اور اس پر بیٹھ گئے لیکن ان کا بیٹھنا ہی تھا کہ چادر کے مالک نے کہا۔ اٹھ اٹھ تو نے میری چادر پلید کر دی ہے۔ مسلمان ہو کر اسلام کے ایک سپاہی کے خلاف عیسائیوں کی تائید میں گواہی دینے آیا ہے

غرض

عیسائیوں کی مخالفت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی

لیکن پھر بھی ہم تو انگریزوں کے ایجنٹ ہیں اور یہ ان کے مخالف۔ یہ مربوں کی درخواستیں دیں اور ملازمتیں حاصل کرنے کے لئے انگریزوں کی خوشامدیں کرتے پھریں تو پھر بھی انگریزوں کے مخالف ہیں۔ لیکن ہم جن پر انگریزوں نے مقدمات کئے ان کے ایجنٹ ہیں۔!

غرض جتنے افسر آئے وہ سارے کے سارے ہمارے مخالف رہے۔ صرف میر ے ڈائر پر یہ اثر ہوا کہ احمدیوں سے جو برتاؤ کیا جا رہا ہے وہ

کسی غلط فہمی کی بناء پر ہے

وہ ہمیشہ ہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور ہر مجلس میں کہتا تھا کہ احمدیوں سے جو سلوک روا رکھا گیا ہے وہ درست نہیں لیکن ایمرسن کے زمانہ میں پھر انگریز حکام ہمارے خلاف ہو گئے اور یہ مخالفت جنکنس کے زمانہ تک رہی۔ آخر بتاؤ

وہ کونسی چیز ہے

جس کی وجہ سے ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ کہا جاتا ہے کیا یہ ہماری انگریز دوستی کی علامت ہے کہ سنہ ۱۹۳۴ء میں کریمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت مجھے نوٹس دیا گیا کہ تمہیں اپنی حفاظت کے لئے باہر سے احمدیوں کو بلانے کی اجازت نہیں اور یہ نوٹس مجھے گیارہ بجے رات کو دیا گیا اور پھر چار پانچ سو پولیس افسر، دو سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ایک ڈپٹی کمشنر اس لئے قادیان بھیجے گئے تاکہ تلواروں کی نوکوں کے نیچے مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری تقریر کریں۔

اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے

آیا یہ کہ انگریز احمدیوں کا دوست تھا یا یہ کہ انگریز احمدیوں کا مخالف تھا ——

پس یہ الزام جو ہماری جماعت پر عاید کیا جاتا ہے بالکل بے بنیاد اور واقعات کے سراسر خلاف ہے۔

(الفضل ۱۹ ۳/۴۳)

حضرت مصلح موعود کے حضور

گلہائے عقیدت[1]

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

بے شک تمہیں مدینۂ عرفاں کے باب ہو
فرزند ارجمند۔ خلافت مآب ہو

پورا کیا جو کام تو پایا ہے یہ مقام
جو آسماں پہ نقطۂ نفسی بہ قاب ہو

یہ تو غلط ہے تم کسی شاعر کا خواب ہو
ہاں کشف و پیش گفتِ رسالتمآب ہو

گلہائے رنگا رنگ ہیں دیکھے ھزارہا
سب سے جدا ہو ایک شگفتہ گلاب ہو

تم اس جہان کے نہیں پر اس جہاں میں ہو
شیریں ثمر بہشت کا اک انتخاب ہو

وحدت کے میکدے میں ہو ساقیٔ بے بدل
احمد نبی کی خاص دعا کا جواب ہو

تم چودھویں کا چاند ہو اکمل بقولِ شخص
جو کچھ بھی ہو خدا کی قسم لاجواب ہو

[1] حضرت قاضی اکمل صاحب نے یہ نظم یوم مصلح موعود کے لئے ارسال فرمائی تھی لیکن بروقت نہ پہنچ سکی تھی لہٰذا اسے اب شائع کیا جا رہا ہے (ادارہ)

"بدر" کا التواء اور معذرت

ہمیں اس امر کا نہایت شدت سے احساس ہے کہ بدر کی اشاعت میں اس مرتبہ جو غیر معمولی التواء ہوا ہے، اس سے یقیناً ایک خلا بھی واقع ہوا ہے اور قارئین بدر کو زحمتِ انتظار بھی اٹھانی پڑی۔ لیکن یہ ایک امر مجبوری تھا جس کی وضاحت کرنا ممکن نہیں۔ تاہم چونکہ قارئین بدر کے دلوں میں ایک جائز شکوہ پیدا ہوا ہے لہٰذا اجمالاً یہ اعتذار پیش کرنا ضروری ہے کہ بدر کو مالی بحران کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور اگر صدر انجمن احمدیہ اس کی امداد نہ کرتی تو شاید یہ التواء زیادہ طویل ہو جاتا اور قارئین کے لئے ناقابلِ برداشت ہو جاتا۔

اس کا الزام کس کے سر ہے؟ یہ تعیین قدرے مشکل ہے۔ لیکن اتنا تو ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اس کی ذمہ داری جماعت کے ان احباب پر ہے جو بدر کی خریداری کی استطاعت تو رکھتے ہیں لیکن وہ ابھی تک اس کے خریدار نہیں بن سکے۔!

اس سال کاغذ کی مہنگائی۔ کرایوں میں اضافہ۔ کتابت کی اجرتوں میں زیادتی ایسے بباعث تھے جو مرکز سے جاری ہونے والی اس روحانی نہر کے راستہ میں حائل ہو گئے۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس مرتبہ تو صدر انجمن احمدیہ نے وقتی امداد دے کر اسے عارضی طور پر اس بحران سے نکال دیا ہے، آئندہ کیا ہوگا؟

اور ظاہر ہے کہ "کیا ہوگا" کا جواب جماعت کے ذی استطاعت مخلصین ہی دے سکتے ہیں بشرطیکہ ان کے احساس کی شمعیں روشن ہو جائیں اور وہ ہمارے ساتھ ہم آہنگ ہو کر یہ سوچیں کہ اخبار بالخصوص مرکز سے نکلنے والا اخبار قوم اور جماعت کی زندگی و رواں ہوتا ہے اور وہ ایک روحانی نہر کا حکم رکھتا ہے جو اپنے منبع ہدایت سے نکل کر سعید روحانی کھیتیوں کی نشو و نما کا باعث ہوتی ہے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ مخلصین جماعت بدر کو تعاون دیں گے۔

(ادارہ)

درخواست دعا

میں امسال ہائر سکنڈری کے امتحان کی تیاری کر رہا ہوں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اعلیٰ کامیابی بخشے اور خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ — ظفر احمد۔ کلکتہ

ولادت

مکرم سید منظور احمد صاحب عامل درویش قادیان کے ہاں مورخہ ۶۳-۳-۴ کو لڑکا تولد ہوا ہے۔ نو مولود کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائی جائے۔

(ایڈیٹر)

قسط سوم

ہندوستان پر اسلام کا اثر

تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مشن مدراس بموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۶۲ء

مذہبی اثر کے ماتحت ہندو مسلم اتحاد کی کوشش

چونکہ اسلام ہندوستان کی مختلف اقوام اور قبائل میں داخل ہو چکا تھا اور ہندوؤں میں سے ہی لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ نیز دونوں قوموں میں مذہبی تعصب اور منافرت بھی نہ تھی کیونکہ اب دو ایک ہی ملک کے باشندے تھے اس لئے دونوں قوموں کو اور قریب لانے کے لئے مختلف اوقات میں مختلف ہندو بزرگوں کی طرف سے ہندو مسلم اتحاد کی تحریک چلی۔ کبھی قرآن پران، وید کتاب اور رام رحیم ایک ہے۔ کا نعرہ بلند ہوا۔ ان ہندو بزرگوں میں جو ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے رامانند۔ کبیر۔ رام داس سورداس۔ تلسی داس اور گورو نانک دیو جی کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

رامانند جی ۱۲۹۹ء میں الہ آباد میں برہمن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بڑے ہو کر مسلمانوں سے ملے۔ خیالات میں تبدیلی پیدا ہوئی اور ہندو مسلم اتحاد کے لئے کوشش کی۔ کبیر جی رامانند کے شاگرد تھے یہ بھی ایک برہمن بیوہ کے بچے تھے۔ سکندر لودھی نے ان کو پناہ دی تھی۔ کبیر جی ذات پات بتوں کی پوجا اور تناسخ کے قائل نہ تھے۔ اپنے استاد گورو کی تربیت کے نتیجہ میں ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔

اسی طرح گورو نانک دیو جی مہاراج جو ۱۴۶۹ء میں ایک کھتری مہتہ کالو جی کے گھر میں پیدا ہوئے۔ وہ ہندو مسلم اساتذہ سے پڑھے۔ مسلمان بزرگوں سے ملے۔ زیارت گاہوں پر گئے۔ حج کو بھی تشریف لے گئے۔ ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ ان کے دو حواری بھائی مردانہ مسلمان اور بھائی بالا ہندو، سکھ لٹریچر میں مشہور ہیں شیخ فرید ثانی جن کو سکھ لٹریچر میں شیخ برہم کا نام بھی دیا گیا ہے انکو بابا صاحب کے ساتھ بہت محبت اور خلوص تھا۔ آپ کی کئی بار بابا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ بابا نانک صاحب نے شیخ فرید صاحب کے گلے مل کر یہ شبد پڑھا

آ دو ہنیں گل ملیہ اک سہیلڑیا
مل کر کہیے کہانیاں سمرتھ کنت کیاں
سانچہ صاحب سب گن اوگن سب اساں

(پوراتن جنم ساکھی صفحہ ۵۰)

یہ کیسا محبت انگیز نظارہ ہے کہ بابا صاحب ایک مسلمان بزرگ کو بہن کہہ کر اور اس کے گلے سے مل کر ایک میٹھی بانی کہہ رہے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ گورو جی کو مسلمانوں کے ساتھ پیار و محبت کرنے میں لطف و سرور حاصل ہوتا تھا

اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں قرآن مجید کا ہندی میں ترجمہ ہوا۔ گیتا کا ترجمہ فیضی نے کیا۔ اکبر کی تحریک دین الٰہی بھی ہندو مسلم اتحاد کے لئے ہی تھی۔ اسی طرح مسلمانوں کو ہندو لٹریچر سے واقفیت بہم پہنچانے کیلئے شہزادہ دارا شکوہ نے ۵۰ اپنشدوں، یوگ بششٹ اور بھگوت گیتا کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ دراصل یہ اسلام کی رواداری تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ مسلمان بادشاہوں، شہزادوں اور امیروں نے ہندو لٹریچر کو بھی فارسی زبان میں ترجمہ کر کے پاکر اگر مسلمانوں کے سامنے پیش کیا تاکہ دونوں مذاہب کے ماننے والے افراد میں باہمی محبت و یگانگت پیدا ہو۔ اور تعصب و منافرت کے جذبات و خیالات دب جائیں۔

— ۵ —

اسلام کا سیاست ہند پر اثر

او سیاسی اتحاد

ابتدائے مضمون میں اس امر کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل ہندوستان مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور مملکتوں میں بٹا ہوا تھا اور سیاسی اتحاد مفقود تھا مگر مسلمان فاتحین کی آمد کے نتیجہ میں ہندوستان میں ایک مرکزی حکومت قائم ہو گئی اور ملک میں چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستوں کا خاتمہ ہو کر سارا ملک سیاسی وحدت کی سلک میں پرو دیا گیا۔ چنانچہ ڈاکٹر تاراچند اس وحدت سیاسی کا ان الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں:-

"Muslim domination tended to break up the far too many centres of independent power and to suppress the series of lords and chieftains who interposed the central Govt. and the individual and thus to create a political uniformity and a sense of larger allegiance"
(Influence of Islam P. 141)

کہ اسلامی سلطنت نے ایک طرف متعدد خودمختار طاقتوں کے مراکز کو ختم کرنے اور دوسری طرف ایسے سرداروں اور جاگیرداروں کے سلسلہ کو دبانے کے لئے مؤثر اقدام کیا جو مرکزی حکومت اور عوام کے امور میں مداخلت کرتے رہتے تھے۔ اور اس طرح ملک میں سیاسی اتحاد اور وسیع جذبۂ وفاداری پیدا کرنے کی کوشش کی۔

مسلمان حکمرانوں کا غیر مسلموں سے حسن سلوک

اس مقام پر اس امر کا تذکرہ کر دینا بھی نہایت مناسب ہے کہ مسلمان حکمرانوں نے اپنے عہد حکومت میں غیر مسلم رعایا سے رواداری کا فیاضانہ سلوک کیا ان کو حکومت کے کاروبار میں شریک کیا۔ غیر مسلم صوبوں کے گورنر اور فوجوں کے سپہ سالار مقرر ہوئے۔ اکبر کے زمانہ میں راجہ مان سنگھ نے کابل کی بغاوت فرو کی اور اکبر کی طرف سے وہاں کا گورنر رہا۔ اسی طرح اورنگ زیب کی طرف سے جسونت سنگھ اور جے سنگھ شیواجی کے مقابل پر لشکر کے سپہ سالار تھے راجہ ٹوڈرمل اور بیربل تو اکبر کے نورتنوں میں شامل تھے۔ مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری اور غیر مسلم رعایا کے حقوق کی حفاظت و دادگی کے بارہ میں چند قابل اور مستند غیر مسلم ہستیوں کی آراء ہی پیش کرتا ہوں۔

(الف) ڈاکٹر تاراچند مشہور ہندوستانی مؤرخ اپنی کتاب اہل ہند کی مختصر تاریخ" میں فرماتے ہیں:-

"مسلمان بادشاہ اپنی ہندو رعایا کے ساتھ اصولاً بھی، اور ملکی مصلحتوں کے لحاظ سے بھی رواداری برتتے تھے۔ اس طرز عمل سے بہت تھوڑے بادشاہوں نے انحراف کیا۔ لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانا یا مندروں کو گرانا شاذ و نادر ہی وقوع میں آیا۔ کبھی کبھی ہندوؤں پر جزیہ لگایا گیا مگر اس کا بار بہت ہی کم تھا۔ اس کے برعکس مسلمانوں کی حکومت میں ہندوؤں کو ملازمتیں ملتی تھیں اور بعض اوقات وہ اونچے عہدوں تک پہنچ جاتے تھے .... مسلمان بادشاہ اپنی ہندو رعایا کے ساتھ انصاف کرتے تھے اور اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ حکومت خود مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں کو ڈگری دینے اور انکی دادرسی کرنے میں دریغ نہ کرتی تھی ..... مسلمان بادشاہوں کی عمارتوں اور یادگاروں سے اس بات کا یقینی ثبوت ملتا ہے کہ وہ ہندو معماروں اور کاریگروں سے کام لیتے تھے۔ ہندو صناعوں نے اپنے آقاؤں کے لئے فن تعمیر کے نئے نئے طرز نکالے جس میں ہندو تعمیر کی مضبوطی اور آرائش اور مسلم طرز کے حسن اور سادگی کی آمیزش تھی .... اس کے علاوہ مسلمان حکمرانوں کو اپنی ہندو رعایا کے علوم و فنون سے دلچسپی تھی۔ البیرونی نے ہندو مذہب اور فلسفہ کا مطالعہ کر کے ان مباحث پر عربی میں کتابیں تصنیف کیں فیروز تغلق نے سنسکرت کی کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کرایا۔ سکندر لودھی کے حکم سے ایک طبی کتاب کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوا"

(صفحہ ۱۹۱ تا صفحہ ۱۹۲)

نیز رقمطراز ہیں:-

(ب) اگرچہ مغلیہ حکومت اصولاً استبدادی تھی مگر بادشاہوں کا طرز عمل شفیقانہ اور مربیانہ تھا۔ بقول ایک مؤرخ کے وہ اپنی رعایا اور امیروں کے درمیان اس طرح رہتے تھے جیسے محبت والے ماں باپ اپنی اولاد کے درمیان رہتے ہیں۔ انہوں نے کبھی یہ نہیں کیا کہ رعایا کی ایک جماعت سے التفات اور دوسری جماعت سے بے رخی برت کر خلق خدا کا دل دکھایا ہو وہ فاتح اور مفتوح کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ کئی پشتوں تک یعنی شاہجہان کے زمانے تک ہندوستان میں امن و امان، محبت اور ہم آہنگی کا دور دورہ رہا"

(اہل ہند کی مختصر تاریخ صفحہ ۲۳۴)

(ج) سر داور یا تھیو دلپی اور مسلم حکومتوں کے بارہ میں تبصرہ کرتے ہیں:-

"With the short cut to prosperity and power so clearly marked out for them, it is remarkable, the muslims today in the united provinces, which were continuously under muslim rule for six hundred years number only 14 per cent.
(A hand book of Indian History P. 274)

یعنی صوبجات متحدہ جو مسلم حکومت کے ماتحت قریباً ۶۰۰ سال تک رہے اور جہاں مسلمانوں کی طاقت اور خوشحالی کا دور دورہ رہا (باقی صفحہ پر)

علاقہ جنوبی ہند کا تبلیغی و تربیتی دورہ

مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری مولوی فاضل

کرنول میں ورود اور جلسے

حسب پروگرام اراکین وفد جنوبی ہند کے تبلیغی دورہ پر بتاریخ ۷ رمارچ بروز جمعرات صبح سات بجے حیدرآباد سے روانہ ہوکر دو بجے بعد دوپہر کرنول پہنچے۔ سٹیشن پر مکرم جناب محمود علی صاحب سیکرٹری تبلیغ کرنول کی زیر قیادت افراد جماعت استقبال کے لئے موجود تھے۔ گل پوشی اور تعارف کے بعد وفد جائے قیام کی طرف بذریعہ موٹر روانہ ہوا۔ کرنول میں صرف تین چار افراد پر مشتمل جماعت ہے اور ان کے خلاف مخالفت بہت زوروں پر ہے۔ اس لئے جماعت کی طرف سے منعقدہ جلسہ سالانہ میں شرکت نہ کرنے کا پروپیگنڈہ مخالفوں کی طرف سے تمام شہر میں کیا گیا اور ہماری طرف سے چسپاں کئے گئے تمام پوسٹر اور اشتہارات پھاڑ دئے گئے۔ اس طرح تمام مسلمانوں نے مکمل بائیکاٹ کر دیا تھا۔ اس فضا میں ہمارا جلسہ سالانہ شام کو نو بجے میونسپل ہسپتال کے سامنے گراؤنڈ میں ایک وسیع پیمانہ پر منعقد کیا گیا۔ یہ جلسہ زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر وفد منعقد ہوا۔ خاکسار نے سب سے پہلے تعارفی تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا تعارف۔ اس کا نصب العین۔ اسی طرح مختصر طور پر اس کے عقاید پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی تلاوت اور خاکسار کی نظم کے بعد تقاریر کا آغاز ہوا۔

پہلی تقریر مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کی زیر عنوان فضائل اسلام ہوئی۔ آپ نے اجرائے نبوت کو اسلام کی سب سے بڑی فضیلت ثابت کیا۔ اسی ضمن میں آپ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی صداقت کو بھی فضیلت اسلام کے طور پر پیش کیا

دوسری تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی تھی۔ آپ نے سیرۃ النبی کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے آپؐ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ آپؐ کی زندگی میں ہر طبقہ زندگی کے لئے کامل نمونہ موجود ہے۔ جس پر چل کر انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ خاص طور پر مادیت کے نشہ میں سرشار اس زمانہ کے انسان کے لئے اسوۂ نبی صلعم پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت واضح فرمائی۔ یہ ہر دو تقاریر ایک ایک گھنٹہ تک جاری رہیں۔ مختصر صدارتی تقریر اور دعا کے بعد یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا

جلسہ کرنول کا دوسرا دن

دوسرے دن کا جلسہ عام زیر صدارت محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی بمقام کمرشک پور منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد افتتاحی تقریر کرتے ہوئے مکرم امینی صاحب نے فرمایا کہ ہماری خوشی کی انتہا نہیں کہ باوجود مخالفوں کے پروپیگنڈہ کے ہمارے جلسوں میں متلاشی حق کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان آج سب سے زیادہ اختلاف مسئلہ نبوت پر ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب سے زیادہ اختلاف آپؐ کے اور آپؐ کے مخالفین کے درمیان مسئلہ توحید پر ہوتا تھا اور یہ مسئلہ اس زمانہ میں اتنا کٹھن اور مشکل تھا کہ عرب کے بڑے بڑے حکماء اور فلاسفر اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے اس بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ۔ یعنی محمد (صلعم) اگر تمام معبدوں کو منسوخ کر کے صرف ایک خدا کی پرستش کی دعوت دیتا ہے یہ مسئلہ بہت عجیب ہے اور ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

لیکن وہی مسئلہ آج اتنا آسان ہے ایک کم فہم اور ناسمجھ بچہ بھی اس مسئلہ کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے اسی طرح اس زمانہ کا کٹھن مسئلہ نبوت کے بارہ میں ہے لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ بھی آسان ہو جائے گا۔ اس کے بعد فاضل مقرر نے امکان نبوت اور اجرائے نبوت کی قرآن و احادیث کی روشنی میں وضاحت فرمائی۔

اس کے بعد خاکسار نے نصف گھنٹہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو واضح کیا۔ خاکسار نے قرآن کریم کے بتائے ہوئے معیار صداقت کو پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان کامیابی اور آپؐ کے مخالفوں اور دشمنوں کی ناکامی نیز تعلیمی و تربیتی میدان میں جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کا وضاحت سے ذکر کیا

دوسری تقریر مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کی تھی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں رونما ہونے والی علامتوں کا ذکر کرتے ہوئے خروج دجال۔ خروج یاجوج ماجوج اور موجودہ زمانہ کی ایجادات کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کیا اور تمام سامعین کو دعوت فکر دیتے ہوئے گذارش کی کہ وہ خالی الذہن ہوکر جماعت احمدیہ کا مطالعہ کریں

صدر صاحب کی اختتامی تقریر اور دعا کے بعد یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ یہ دونوں جلسے بہت کامیاب ثابت ہوئے عام مسلمانوں کے بائیکاٹ اور کھلم کھلا مخالفت پر ڈر پیدا ہوا تھا کہ کہیں ہمارے جلسے بالکل بے رونق اور ناکام نہ ہو جائیں لیکن چونکہ یہ خدائی کام ہے اس لئے ہمیں امید بھی تھی کہ خدا تعالیٰ خود تمام انتظامات اپنے ہاتھ میں لے لیگا اس لئے ہماری مساعی کو رائیگاں نہیں ہونے دیگا۔ سو خدا تعالیٰ نے ہمارے اس جلسہ کو امید سے زیادہ کامیاب بنایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

جلسہ کے اختتام پر اراکین وفد رات کے دو بجے کرنول سے حیدرآباد جانے والی ریل گاڑی سے عازم حیدرآباد ہوئے۔ اس جلسہ کے تمام اخراجات اور اراکین وفد کے قیام و طعام کے جملہ انتظامات مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب نے کئے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

جلسہ شادنگر

یہ حیدرآباد سے قریباً تیس میل دور ایک قصبہ ہے جہاں مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ مقیم ہیں اور نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مکرم مولوی بشیر الدین صاحب فاضل مبلغ یہاں متعین ہیں۔

حسب پروگرام مورخہ ۸ راور ۹ رمارچ یہاں جلسہ عام مقرر کیا گیا تھا۔ چونکہ یہاں کے تمام مسلمانوں نے جماعت کا بائیکاٹ کر دیا تھا اور ہر طرح عدم تعاون کا مظاہرہ کیا تھا اس لئے جلسہ کے لئے شامیانے، لاؤڈ سپیکر وغیرہ تمام سامان حیدرآباد سے لانا پڑا۔ اور اراکین وفد کے علاوہ بیس کے قریب خدام بھی جیپوں میں پہنچ گئے۔ اس کے علاوہ سائیکلوں اور ریل گاڑی کے ذریعہ بہت سے احباب پہنچ گئے۔

پہلے دن کا جلسہ مکرم مولوی امینی صاحب کی زیر صدارت تلاوت و نظم کے بعد شروع ہوا۔ چونکہ انتظامات کی تکمیل میں بہت دیر ہو چکی تھی اس لئے طے پایا کہ آج کا جلسہ مختصر ہو۔ چنانچہ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل، مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب اور خاکسار نے دس دس منٹ تقریر کی۔ اور صدارتی تقریر اور دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا اختتام جلسہ کے بعد خاکسار کے علاوہ باقی اراکین وفد حیدرآباد تشریف لے گئے۔ اور خاکسار بعض مزید امور کی تکمیل کیلئے شادنگر ہی ٹھہرا۔ دوسرے روز صبح ہی مسلمانوں سے انفرادی گفتگو کرتا رہا۔ مقامی قاضی صاحب کے فرزند یوسف علی صاحب و سبحان علی صاحب سے بہت دیر گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے بعد خاکسار میر جعفر حسین صاحب اور دس پندرہ خدام کے ساتھ جامع مسجد گیا اور نماز باجماعت پڑھی۔

دوسرے روز کا جلسہ زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی بشیر الدین صاحب نے آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضور اکرم کی پیروی دراصل قرآن کریم کی پیروی ہے۔

دوسری تقریر مکرم چوہدری مبارک علی صاحب کی تھی۔ آپ نے آنحضرت صلعم کی مکی زندگی کے حالات بیان کئے جو حضور صلعم کی جمالی صفات کے مظہر تھے۔ آپ نے حکومت وقت کے ساتھ تعاون اور غیر مذاہب کے ساتھ مروت کا سلوک کرنے کی تلقین کی۔

تیسری تقریر مکرم سی ایم بات صاحب صدر کانگرس کمیٹی شادنگر نے کی۔ آپ نے کہا مجھے یقین ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم بھگوان کے اوتار تھے۔ اور آپ نے ہی سب سے پہلے اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ فرما کر بتایا تھا کہ دنیا میں تمام مذاہب کے بانی خدا کے سچے اوتار تھے۔ اسی طرح آپ نے حضرت کرشن جی کی بھی تصدیق کی تھی۔ اس لئے ہر ہندو کا فرض ہے کہ وہ حضرت محمدؐ کی تصدیق کرے۔ اس کے علاوہ حضرت کرشن جی مہاراج کی پیشگوئی کے مطابق بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوےٰ ہے کہ میں اس زمانہ کا کرشن اوتار ہوں۔ ہمارا فرض ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ اس دعوےٰ پر غور کریں۔

اس کے بعد سید یوسف حسین صاحب نے اپنی ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔

تیسری تقریر مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کی ہندی زبان میں ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ خدا نے مومن اس کو کہا ہے جو مامور من اللہ کی تصدیق کرتا ہے۔ تکذیب و انکار کرنے والے کا نام خدا نے مومن نہیں رکھا۔ اس لئے جماعت احمدیہ ہر اس اوتار کو جس کی سچائی ثابت ہے خدا کا سچا اوتار مانتی اور اس کی عزت کرتی ہے جس کے نتیجہ میں باہمی منافرت اور مخالفت دور ہو کر صلح و آشتی اور محبت کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ آپ نے بتایا کہ خدا نے اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو تمام رشیوں، منیوں اور نبیوں کا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے آپؑ کے دامن سے وابستہ ہونے سے انبیاء اور اوتاروں کی تصدیق لازم آتی ہے۔

چوتھی تقریر مکرم مولوی امینی صاحب کی تھی۔ آپ نے سب سے پہلے اس بات پر

افسوس کیا کہ باوجود اس کے کہ ہمارا یہ جلسہ خالصتاً مذہبی ہے لیکن مسلمانوں نے کلیتہً بائیکاٹ کردیا ہے۔ اور اس جلسہ گاہ میں عام مسلمانوں میں سے ایک آدمی بھی نہیں نظر آرہا حالانکہ ہمارا کوئی نیا مذہب نہیں۔ نئی شریعت نہیں البتہ چند عقاید میں دوسرے مسلمانوں سے اختلاف ہے۔ اس کے بعد فاضل مقرر نے نہایت ہی موثر اور دلنشین انداز میں قرآن وحدیث کی روشنی میں بعض اختلافی مسائل کو پیش کیا۔

آخری تقریر مکرم سید جعفر حسین صاحب کی تھی۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی خصوصیات اور اس کے کارناموں کے بارے میں پُرجوش انداز میں خیالات کا اظہار کیا۔ صدارتی تقریر اور دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

اگرچہ جلسہ گاہ میں آنے سے مسلمان روکے گئے تھے لیکن دور دور بیٹھ کر ہماری تمام تقاریر وہ سنتے رہے اس کے علاوہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ رات کی خاموش فضا میں ہماری آواز تمام شادنگر میں گونجتی رہی۔ اس طرح تمام اہل شادنگر پر حجت پوری ہوگئی۔

جماعت احمدیہ یادگیر کا سالانہ جلسہ

(نوٹ:- رپورٹ کا اگلا حصہ مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر نے مرتب کرکے ارسال فرمایا ہے۔)

امسال یادگیر میں ۱۳ اور ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۶۶ء کو جماعت یادگیر کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کے جملہ انتظامات مکرم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب امیر جماعت کے سپرد تھے۔ آپ نے باوجود علالت طبع کے جلسہ گاہ اور سٹیج کی تیاری اور دیگر انتظامات کی نگرانی فرمائی۔ یہ جلسہ روبرو میدان ایمن کچہری یادگیر منعقد ہوا۔

۱۳ مارچ کی شب ۸ بجے پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ صدارت مکرم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد اپنی افتتاحی تقریر میں جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض وغایت اور اس قسم کے تبلیغی جلسوں کے انعقاد کے فوائد بتائے۔ اور ان احباب کو جنہیں ابھی تک جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت نہیں ملی دعوت دی کہ ہمارے جلسوں میں شریک ہو کر مواعظ حسنہ سے مستفید ہوں اور ہم سے مل کر اپنے شکوک کا ازالہ کروائیں اور ہم سے لٹریچر حاصل کرکے اپنی معلومات میں اضافہ کریں تاکہ غلط فہمیاں دور ہوں اور ہم ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں۔ اور ہم ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں اس طرح اشتراکِ عمل سے ایک طرف اسلام کی اشاعت کرسکیں تو دوسری طرف وطن کی خدمت بھی کرسکیں۔

اس کے بعد مکرم مولانا حکیم محمد الدین صاحب مبلغ انچارج میسور سٹیٹ نے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک مبسوط تقریر فرمائی جس میں حضور کے اخلاق فاضلہ اور محبت و شفقت علیٰ خلق اللہ کے مختلف واقعات بیان کرکے حضور صلعم کی سیرت کے اس پہلو کو نمایاں طور پر پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ انچارج آندھراپردیش نے "آسمانی پیغام" کے موضوع پر قریباً آدھ گھنٹہ اپنے زریں خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ نے اپنی تقریر میں اس امر پر زور دیا کہ خدا تعالیٰ حی وقیوم ہے۔ اس کی صفات ازلی وابدی ہیں وہ شروع سے ہی مخلوق کی ہدایت کے لئے انبیاء مبعوث فرماتا رہا ہے اور ان کو وحی و الہام اور آسمانی پیغام سے نوازتا رہا ہے۔ چنانچہ اسی سنت کے ماتحت اس پر آشوب زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مامور بنا کر بھیجا جو مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ایک آسمانی پیغام لے کر آئے ہیں۔

آپ نے بتایا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ وہ موعود مامور ہیں جن کے ظہور و بعثت کے متعلق جملہ مذاہب کے مذہبی صحیفوں میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں اس لئے احباب کو چاہیئے کہ وہ اس مامور ربانی کی آواز پر لبیک کہیں اور اس آسمانی پیغام کی قدر کریں تاکہ دین و دنیا میں آپ کو فلاح ہو۔

اس کے بعد ایک نظم ہوئی اور آخری تقریر مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی قومی یکجہتی کے عنوان پر ہوئی۔ آپ نے اس کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے زریں باتیں بیان فرمائیں۔ آپ نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ قومی یکجہتی اور اتحاد کے لئے ہمیں عملی قدم اٹھانا چاہیئے۔ اور ہم تمام ہندوستانیوں کو ان پر عمل پیرا ہونا چاہیئے یعنی:-

۱- تمام مذاہب کا احترام
۲- پیشوایانِ مذاہب کا احترام
۳- مقاماتِ مقدسہ کا احترام
۴- سیاسی لیڈروں کا احترام
۵- پرانے زمانہ کے واقعات کو فراموش کرنا وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ تقریر ۱½ گھنٹہ تک مسلسل جاری رہی اور نہایت توجہ اور انہماک سے سنی گئی۔ جلسہ ختم ہونے سے قبل مکرم حکیم محمد الدین صاحب مبلغ کے والد محترم کی وفات پر جماعت ہائے احمدیہ میسور سٹیٹ کی طرف سے ایک تعزیتی قرارداد منظور کی گئی اور حکومت میسور سے درخواست کی گئی کہ محترم حکیم صاحب کے پاسپورٹ کا مسئلہ جو عرصہ سے التوا میں ہے حکومت اس طرف توجہ کرے اور حکیم صاحب کو پاسپورٹ دے کر شکریہ کا موقعہ دے۔

جلسہ کے دوسرے روز کا اجلاس ۸½ بجے رات شروع ہوا۔ صدارت مکرم حکیم صاحب موصوف نے فرمائی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ آپ نے قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں اور حالاتِ زمانہ اور یاجوج ماجوج کے ظہور سے استدلال کیا۔ آپ کی تقریر کے بعد مولوی بشیرالدین صاحب مبلغ نے وفات مسیح کے عنوان پر اظہار خیال کیا اور اچھے پیرائے میں قرآن کریم، احادیث اور اقوالِ ائمہ سے استدلال کیا۔

اس کے بعد مکرم مولانا سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی نے "موجودہ زمانہ کی مشکلات کا حل" پر تقریر فرمائی۔ آپ نے اس زمانہ کی سیاسی اقتصادی، مذہبی، سماجی اور اخلاقی مشکلات کا ذکر کیا اور پھر موعودِ اقوام عالم کے انتظار پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ ان تمام مشکلات کا حل ایک ہی ہے اور وہ اس زمانہ کے نجات دہندہ کا ظہور ہے۔ اور وہ موعود و منتظر قادیان میں ظاہر ہو چکا ہے۔ اس لئے تمام لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ ان کے دامن سے وابستہ ہوں۔ آپ کی ۱½ گھنٹہ کی ولولہ انگیز تقریر کے بعد مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس نے سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنے اصل موضوع سے قبل سابق تقریر کے حق میں کہا کہ بے شک آج دنیا کی تمام مشکلات کا حل اسلام ہی ہے آپ نے فرمایا اسلام کو زندہ اور کامل اور کارآمد صورت میں دوبارہ پیش کرنے کے لئے ہمارے زمانہ میں ایک مامور اللہ تعالیٰ کی طرف سے قادیان کی مقدس بستی میں مبعوث ہوئے ہیں۔ جو اسلام کے سچے خادم اور آنحضرت صلعم کے عشق میں سرشار تھے۔ آپ نے ہمارے سامنے اسلام کی حقیقت افروز ترجمانی کی۔ اور آپ کی دعوت کو قبول کرکے ہی ہم نجات کا راستہ پا سکتے ہیں۔

اس کے بعد خاکسار نے اختتامی تقریر کی اور اس میں احمدیت کا پیغام پیش کرکے حاضرین کو قبولِ حق کی دعوت دی۔ اور آخر میں سامعین مقررین اور حکام کا شکریہ ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس خوشگوار ماحول میں جماعت احمدیہ یادگیر کا سالانہ جلسہ ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بہتر رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔

جماعتِ احمدیہ اڈنگور کا سالانہ جلسہ

جماعت احمدیہ یادگیر کے سالانہ جلسہ سے فارغ ہو کر ۱۵ مارچ کو تبلیغی وفد اراکین یادگیر کی ایک جمعیت کے ساتھ اڈنگور پہنچا۔ جہاں مسجد احمدیہ کے صحن میں جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ رات کے نو بجے مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری کی صدارت میں جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم رحمت اللہ صاحب غوری نے جماعتِ احمدیہ کی خصوصیات کا ذکر کرکے سامعین کو قبولِ حق کی دعوت دی۔

دوسری تقریر مکرم حکیم محمد الدین صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کی۔ آپ نے قرآن حدیث اور اقوالِ بزرگان سے استدلال کرکے آپ کی صداقت کو ثابت کیا۔

اس کے بعد مکرم مولانا سمیع اللہ صاحب نے تقریر فرمائی۔ اس وقت حاضرین میں بڑی تعداد ہندوؤں کی ہی تھی اس لئے آپ نے ہندی زبان میں تقریر کی۔ گیتا اور دیگر دھارمک پستکوں سے آپ نے سری کرشن جی کی آمد ثانی کا استدلال کیا۔ اور ہندوؤں کو بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہندوؤں کے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اور اس نعمت سے حصہ لینے کے لئے ہندوؤں کو جلد سے جلد اپنا ہاتھ بڑھانا چاہیئے۔ ہندو طبقہ میں آپ کی یہ تقریر بہت پسند کی گئی۔ اور بار بار ایسے جلسے منعقد کرنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا۔

اس کے بعد مکرم مولانا امینی صاحب نے بھی صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ آپ نے قرآن شریف کی چند آیات کے علاوہ واقعہ معراج سے بھی وفات مسیح پر استدلال کیا۔ سامعین اس استدلال سے بہت محظوظ ہوئے۔ آخر میں آپ نے یہ بتایا کہ زندہ رسول صرف حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور آپ کا یہ فیض امت محمدیہ میں اجرائے نبوت اور مخاطبہ ومکالمہ الٰہیہ کی صورت میں جاری ہے اور جاری رہے گا۔ تقریر کے دوران میں آپ موزوں اشعار پڑھ پڑھ کر سامعین کو محظوظ فرماتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ بڑے ہی خوشگوار ماحول میں جماعت اڈنگور کا یہ سالانہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ محترم صدر جلسہ نے سامعین اور مقررین اور حکام کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ برخاست ہوا۔

دعا ہے کہ یہ جلسہ جماعت اڈنگور اور باشندگان اڈنگور کے لئے بابرکت ثابت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

بقیہ باقی آئندہ

درخواستہائے دعا

۱- مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کا بڑا لڑکا عزیز صدیق احمد امینی امسال بی ایس سی کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ احباب عزیز کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں (ایڈیٹر)

۲- خاکسار چند ایک مشکلات کے باعث بہت پریشان ہے مشکلات کے ازالہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔ نیز خاکسار بی اے کے امتحان کی تیاری کر رہا ہے۔ کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے۔ ولی محمد ڈار۔ لارنو۔ کشمیر

۳- مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب وکیل یادگیری کی صحت پہلے سے اچھی ہے۔ کامل شفایابی کیلئے دعا فرمائی جائے (ایڈیٹر)

ہندوستان پر اسلام کا اثر (بقیہ صفحہ ۶)

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مسلمانوں کی تعداد آج وہاں صرف چودہ فیصد ہے

گویا یہ امر خود ظاہر کرتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے دورِ حکومت میں اپنی رعایا پر کوئی مذہبی جبر و تشدد نہیں کیا۔ جو لوگ برضا و رغبت خود اور بلا جبر و اکراہ مسلمان ہو گئے وہ ہو گئے ورنہ مذہبی امور میں کسی پر جبر نہیں کیا گیا۔

(س) اخبار پرکاش ۱۳ر مارچ ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"ممکن ہے کہ یہاں کے مسلمان بادشاہوں کے اثر سے بھی کچھ لوگ مسلمان بن گئے ہوں۔ لیکن ان مسلمانوں کی تعداد ایسے مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے جو ہندوؤں کی تنگ نظری اور تعصب سے دکھی ہو کر اپنے آبائی مذہب سے خود بخود دور چلے گئے۔ ہمارے یہاں بھارت میں ایسے ہندوؤں کو مسلمان بادشاہوں نے نہیں ان مسلمان سنتوں نے اسلام کے حلقہ بگوش کیا جو اپنی پاکیزہ سیرت (کی وجہ سے) ان کیلئے خود بخود کشش کا باعث بن گئے اسلام میں وہ پرویش کرتے ہی اس سیاسی اور سماجی غلامی سے آزاد ہو گئے جس نے ان کے لئے امام ترقی کی تمام راہیں بند کر رکھی تھیں"

(ش) سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی تحریر کرتے ہیں:-

"ہم یہ نہیں کہتے کہ کل مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں پر ظلم کیا۔ بہت سے ایسے بھی ہوئے ہیں جو نیک مزاج تھے اور ہندوؤں کے ساتھ عمدہ عمدہ سلوک کیا کرتے تھے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو آٹھ سو سال کے اندر ہندوؤں کا نام بھی باقی نہ رہتا"

(تواریخ گورو خالصہ حصہ دوم صفحہ ۵۸)

(ص) ایک اور سکھ ودوان مسلمان بادشاہوں کی مذہبی رواداری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"یہ بات درست نہیں کہ مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنایا۔ اگر یہ بات درست ہوتی تو دہلی کے ارد گرد مسلمانوں کی اکثریت ہوتی۔ کیونکہ دہلی میں مسلمانوں کی حکومت آٹھ سو سال تک رہی ہے"

(ترجمہ از گولڈن ٹیمپل ہندنا تہاس صفحہ ۹۷)

پس غیر مسلم مورخین اور سنجیدہ علم دوست احباب کی آراء واضح ہیں کہ مسلم بادشاہوں کے عہد میں غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور فیاضی کا سلوک ہوتا تھا۔ ان بادشاہوں کی رواداری اور مسلمان بزرگوں کی روحانی کشش اسلام کی ترقی کا باعث بنی

۶- اسلام کا ہندوستان کی زبان پر اثر

مسلمانوں کی آمد سے قبل شمالی ہندوستان کے لوگوں کی زبان دیوناگری اور سنسکرت تھی۔ اور شمال مغرب سے آنے والے مسلمانوں کی زبان فارسی تھی جب مسلمانوں کو ہندوستان میں اقتدار حاصل ہوا تو سرکاری اور عدالتی زبان فارسی قرار پائی مگر ہندوؤں اور مسلمانوں کے عوام کے میل جول سے ایک نئی زبان پیدا ہوئی جو "اردو" زبان کہلائی چنانچہ

(و) ڈاکٹر تارا چند اپنی رقم فرمودہ تاریخ ہند میں رقمطراز ہیں:-

"ہندوؤں اور مسلمانوں کے میل جول سے ایک نئی زبان پیدا ہوئی جو شروع میں دکنی یا ہندی کے نام سے مشہور تھی۔ اور اب اردو یا ہندوستانی کہلاتی ہے اگرچہ اس کی بناء ابتدائی عہدِ وسطیٰ میں پڑ گئی تھی لیکن اس کے ادب میں مغلوں ہی کے عہد میں ترقی ہوئی اس زبان کے پہلے قابلِ ذکر مصنفین دکن کے صوفیاء کرام تھے جنہوں نے مذہبی مضامین کو نظم میں بیان کیا ہے"

(اہلِ ہند کی مختصر تاریخ صفحہ ۱۳۲)

(ب) پنڈت جواہر لعل نہرو اپنی کتاب Glimpses of world history کے صفحہ ۲۵۲ پر تحریر فرماتے ہیں:-

(i) "آہستہ آہستہ فوجی کیمپوں اور بازاروں میں ایک نئی زبان نے ترقی کرنا شروع کر دیا جس کا نام "اردو" ہے جس کے معنے لشکر کے ہیں۔ یہ زبان دراصل تھوڑی سی ظاہری تبدیلی کے ساتھ ہندی ہی ہے۔ ہاں اس میں بہت سی تعداد فارسی الفاظ کی شامل ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود وہ ہندی ہی رہی یہ ہندی اردو زبان یا جیسا کہ بعض اوقات اسے ہندوستانی بھی کہا جاتا ہے، تمام شمالی اور وسطی ہندوستان میں پھیل گئی۔ اور اب اس کو پندرہ کروڑ لوگ بولتے ہیں۔ اس کے سمجھنے والوں کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے۔ اس طرح یہ زبان تعداد کے اعتبار سے دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں سے ایک ہے"

(ii) ۱۹۵۳ء میں گوالیار میں ساہتیہ کانگرس کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے شری نہرو جی نے فرمایا:-

"اردو کی مخالفت میں جو آوازیں اٹھتی ہیں ان کو سن کر مجھے حیرت ہوتی ہے اردو اب ہندی کا مقابلہ نہیں کرتی وہ صرف ایک ایسی جگہ کا دعویٰ کرتی ہے جو ہندوستان کے اس وسیع ملک میں بطور ورثہ اس کو ملی ہے یہ ہماری زبان ہے اور اس نے ہمارے ملک میں پرورش پائی ہے ہم کیوں اس کو مسترد کر دیں۔ غیر ملکی سمجھیں؟ یہی وہ تنگ نظری اور ناروا داری ہے جو ہمارے کلچر کی نشوونما کے لئے سب باتوں سے زیادہ خطرناک ہے"

("ہماری زبان" یکم فروری ۱۹۵۳ء)

(ج) اسلامی عہد میں "اردو زبان" کے پیدا ہونے کے علاوہ علاقائی زبانوں کو بھی ترقی دی گئی۔ بنگالی زبان کو تو اس قدر ترقی ہوئی کہ وہ ایک ادبی زبان بن گئی۔ اور بادشاہوں کے دربار تک جا پہنچی۔ چنانچہ Denish Chandra Sen اپنی کتاب History of Bengal کے صفحہ ۱۰ پر رقمطراز ہیں:-

The elevation of Bengali to a literary status was brought about by several influences, of which the Mohammadan conquest was undoubtedly one of the formost. If the hindu Kings had continued to enjoy independence Bengali would scarcely have got an oppertunity to find its way to the courts of Kings

کہ بنگالی زبان کو ادبی معیار تک پہنچانے میں کئی اثرات کا دخل ہے جن میں سے اہم امر بلا شک و شبہ اسلامی فتح ہے۔ اگر ہندو حکمرانوں کو ہی آزادی ملی رہتی تو بنگالی زبان کو کبھی بھی یہ موقعہ نہ ملتا کہ وہ شاہی درباروں تک رسائی حاصل کر سکے۔

۷- مسلمانوں کا ہندی آرٹ پر اثر

ہندوستان میں عہد وسطیٰ کی ابتدا میں مصوری میں اجنتا کی روایات کی پیروی کی جاتی تھی۔ مگر جب مغل آئے تو ایرانی و تورانی مصوری ہمراہ لائے۔ اور ہندوستان میں ہندوستانی اور مسلم دونوں کا مخلوط آرٹ قائم ہوا۔ مغلوں نے اپنے عہد میں نئے فن تعمیر کو مروج کیا جن کے متعلق یہ بالکل سچ کہا گیا ہے کہ وہ دیوؤں کی طرح عمارت کو بناتے اور جوہریوں کی طرح اس کی تکمیل کرتے تھے۔ ہندوستان میں فنِ عمارت کے عجائبات مسلمانوں ہی کا کام ہے۔ اور ہندوستان ان خزانوں پر فخر کر سکتا ہے جو اسکے مسلمان فرزندوں نے اس کے سامنے لا ڈالے ہیں بلکہ ہندوؤں کی عمارات میں بھی ان کا اثر نظر آتا ہے کیونکہ فن کسی خاص قوم یا مذہب کی قیود کے اندر نہیں جکڑا جا سکتا۔ چنانچہ

۱- ڈاکٹر تارا چند اپنی کتاب "اہلِ ہند کی مختصر تاریخ" میں رقمطراز ہیں:-

"مسلمان بادشاہوں کی عمارتوں اور یادگاروں سے اس بات کا یقین ثبوت ملتا ہے کہ وہ ہندو معماروں اور کاریگروں سے کام لیتے تھے۔ ہندو صناعوں نے اپنے آقاؤں کے لئے فن تعمیر کے نئے نئے طرز نکالے جس میں ہندو طرزِ تعمیر کی مضبوطی اور آرائش اور مسلم طرز کے حسن اور سادگی کی آمیزش تھی۔" (صفحہ ۱۸۶)

۲- سر جان مارشل فرماتے ہیں:-

Broadly speaking Indo-Islamic architecture derives its character from both sources though not always in equal degrees.

(Influence of Islam P. 280)

کہ ہم صاف طور پر اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا فنِ تعمیر دونوں طرزوں یعنی ہندو اور مسلم طرز کی خوبی و حسن کو لئے ہوئے ہے۔ گو اس مخلوط طرز میں باہمی مساوات نہ ہو۔

چنانچہ جب ہم عہدِ اسلامیہ کی تعمیرات کا جائزہ لیتے ہیں تو آرٹ کے اعتبار سے ہمیں مندرجہ ذیل امور نمایاں نظر آتے ہیں:-

(i) عمارتوں کا عام خاکہ، آرائش کی جزئیات، یہ ہندوستانی چیز ہے۔ تو گنبد اور محراب کا اضافہ مسلمانوں نے کیا

(ii) مسلمانوں نے مساجد گنبدوں اور قلعوں کی تعمیر میں خاطر خواہ حصہ لیا

(iii) اجنتا اور دہلی کے آرٹ میں نمایاں فرق ہے مگر دہلی جے پور اور کانگڑہ کے آرٹ میں اتنا فرق نہیں

(iv) اکبر کے زمانہ میں فتح پور سیکری کی عمارتیں مخلوط آرٹ کی شاہکار ہیں۔

(v) قطب صاحب کی لاٹ ہندو معماروں نے بنائی وہ ہندو آرٹ کا نمونہ ہے

(vi) بندرابن کا مندر اس کی محرابیں عربی اور ایرانی طرز کی ہیں۔

(vii) تاج محل شاہی مسجد لال قلعہ۔ اکبر کا روضہ اعتماد الدولہ کا مقبرہ۔ دیوانِ خاص اور دیوانِ عام یہ سب اسلامی آرٹ کا شاہکار ہیں۔

۳- "ہین پول" فتح پور سیکری کو آج اس کی شکستہ حالت میں بھی "ہندی پمپی آئی" کہتا ہے جو اپنے یگانۂ روزگار اور نت نئے نقش و نگار اور عجیب و غریب ساخت کے سبب فنونِ لطیفہ کے متعلق نہایت خوبصورت اختراعات کا عجائب گھر ہے۔٭

٭ اور تاج محل آگرہ تو ہر قسم کی تعریف و توصیف سے بالاتر ہے اس کو سنگ مرمر میں حسن و جمال کا مجسمہ کہا جاتا ہے جس کا نقشہ جنات نے بنایا اور تکمیل پریوں نے کی" اور ...... کہتا ہے کہ یہ ایسی خوبصورت عمارت ہے کہ اسکو شیشے کے ایک خول کی ضرورت ہے۔ الغرض مسلمانوں نے اپنے عہد میں ہندوستان کو فنِ تعمیر کے لحاظ سے مالا مال کر دیا جس پر ہندوستان کو اب بھی ناز ہے (باقی آئندہ)

ایڈیٹر اخبار "صداقت" پٹنہ کے نام ایک خط

از مکرم سید بدرالدین احمد صاحب معلم وقفِ جدید مقیم رانچی

مولانا سید محی الدین صاحب ندوی ایڈیٹر
اخبار "صداقت" پٹنہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کے اخبار "صداقت" کا خاص نمبر نظر سے گذرا۔ اس کے صفحہ ۲ کالم ۲ میں "امام مہدی سے متعلق احادیث" کے عنوان پر ایک طویل مضمون سپردِ قلم کیا گیا ہے مضمون مذکور میں آپ نے جو احادیث سپردِ قلم کی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ مہدی موعود امتِ محمدیہ سے ہوگا۔ لیکن بدقسمتی سے کچھ مسلمانوں میں ایک غلط عقیدہ رائج ہوگیا ہے کہ نعوذ باللہ۔ امتِ محمدیہ اس قدر نالائق ہو جائے گی کہ اس مہدی موعود کا مقام سنبھالنے کے لئے کوئی شخص موزوں نہیں ہوگا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ کو آسمان پر زندہ رکھا ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں آ کر امتِ محمدیہ کو از سرِ نو زندہ کرے لیکن آپ کی پیش کردہ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ امتِ محمدیہ اپنی نئی زندگی کے لئے کسی دوسرے نبی یا مجدد کی محتاج نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ ہی کی امت میں سے مسیح پیدا کرے گا۔ بے شک یہ احادیث صحیح ہیں لہٰذا حضرت عیسےٰؑ کا دوبارہ واپس آنا کوئی معنے نہیں رکھتا۔ بلکہ اس عقیدہ سے حضور سرورِ کائنات اور آپؐ کی امت کی عزت اور عظمت تو در کنار الٹا تضحیک ہوتی ہے۔ کیونکہ ؎

غیرتؐ کی جا ہے عیسےٰؑ زندہ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

اس سلسلہ میں آپ کی ایمان داری قابلِ قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر اجر آپ کو اپنے پاس سے دے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ اس صدی میں جس نے عین وقت پر مہدی اور مسیح موعود و مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا اور جو دنیا کے کناروں تک شہرت پا رہا ہے اور اس کے ذریعہ دنیا میں ایک فعّال جماعت تیار ہوئی اور آپؑ نے خدا سے الہام پا کر عین صدی کے سر پر یہ دعوےٰ کیا کہ میں مسلمانوں کے لئے مہدی ہوں عیسائیوں کے لئے مسیح ہوں اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں اور دوسری قوموں کے لئے ان کا موعود ہوں اور خدا نے مجھے اس زمانہ میں دنیا کی روحانی اصلاح کے لئے مبعوث کیا ہے اور مجھے جو کچھ ملا ہے آنحضرتؐ کے طفیل ملا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں :-

"میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحاقؑ سے اسماعیل سے اور یعقوب سے اور یوسف سے اور موسیٰ سے اور مسیح ابنِ مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبیؐ سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرتؐ کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرتؐ کی امت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو"
(تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۴-۲۵)

یہ ایک زبردست سچائی ہے اور جیسے سورج سے انکار نہیں کیا جا سکتا اسی طرح آپؑ کے دعوےٰ مہدویت سے انکار ممکن نہیں۔ تعجب ہے کہ آپ کے اخبار "صداقت" نے اس اہم امر کو نظر انداز کر دیا

محترم مولانا! یہ امر آپ سے مخفی نہیں کہ جب شروع شروع میں حضرت بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ نے از روئے قرآن و حدیث حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت فرمائی تو علماء نے آپؑ پر اور آپؑ کے پیروکاروں پر کفر کا فتوےٰ صادر کیا جس پر بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ نے لفظ توفی کے لئے ایک انعامی اشتہار دیا جس میں آپؑ نے تحریر فرمایا کہ چونکہ متنازعہ فیہ جگہ میں توفی باب تفعل سے ہے اور اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور ذی روح یعنی حضرت عیسیٰ مفعول ہیں اس لئے ایسی صورت میں توفی کے معنے سوائے قبضِ روح کے دکھانے والے کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ مگر آج تک کوئی شخص بھی مردِ میدان نہیں بنا۔ جو انعام حاصل کرتا۔ اور نہ ہی قیامت تک ہوگا۔ اگر آپ ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرماویں تو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ وہی علماء جو آپؑ پر کفر کا فتوےٰ صادر کرنے لگے تھے اب وفاتِ مسیح کے قائل ہونے جا رہے ہیں۔ چنانچہ الازہر یونیورسٹی کے علامہ الشیخ محمود شلتوت قاہرہ سے فتوےٰ صادر فرماتے ہیں کہ

"جو شخص حضرت مسیح کے جسم کے ساتھ آسمان پر جانے اور اب تک وہاں زندہ رہنے اور آخری زمانہ میں آسمان سے زمین پر نازل ہونے کا قائل نہیں، وہ ایسے عقیدہ کا منکر نہیں جو کسی دلیلِ قطعی سے ثابت ہو۔ اس لئے اس بات سے وہ اسلام اور ایمان سے خارج نہیں ہوتا اور نہ ہی ایسے شخص پر مرتد ہونے کا فتوےٰ لگانا مناسب ہے ایسا شخص مسلمان اور مومن ہے ......"

آخر میں میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کیا اس مندرجہ بالا فتوےٰ سے صداقت اظہر من الشمس نہیں ہوتی نہ برو!

اب میں آپ ہی کی پیش کردہ حدیث کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں میں نہیں سمجھ سکا کہ محمد بن عبداللہ مہدی کا نام ہوگا آپ نے کس حدیث سے لیا ہے۔ حالانکہ حدیث کے الفاظ جو آپ نے نقل کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ اسمہٗ اسمی واسم ابیہ اسم ابی۔ یعنی مہدی کا نام میرا نام ہوگا اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ یہ طرزِ کلام ہی آپ کے منشاء مبارک کو ظاہر کر رہا ہے کہ آنحضرت صلعم آخری زمانہ میں ایک اور قوم کی بھی روحانی تربیت فرمائیں گے۔ کیونکہ سورۂ جمعہ میں واٰخرین منھم سے پتہ لگتا ہے کہ آخری زمانہ میں آپؐ کا ایک بروز مبعوث ہوگا جو آپؐ کے رنگ میں رنگین ہو کر ایک جماعت کی روحانی تربیت کرے گا اور حضور کا یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ مہدی کی بعثت گویا میری ہی بعثت ہے اور مہدی کا وجود گویا میرا ہی وجود ہے۔ اگر یہ استدلال درست تسلیم نہ کریں تو خدارا یہ تو بتائیں کہ آنحضرت صلعم نے مسیح و مہدی کے متعلق یہ جو فرمایا ہے کہ یدفن معی فی قبری (مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزول عیسےٰ بن مریم) یعنی وہ میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا۔ کیا آپ نعوذ باللہ یہ گمان کر سکتے ہیں کہ کسی دن آپ کی قبرِ مبارک اکھاڑی جائے گی اور اس میں مسیح و مہدی کو دفن کیا جائے گا۔ اگر آپ کا یہی خیال ہو تو یہ ایک سخت معیوب خیال ہے۔ جسے کوئی باغیرت مسلمان ایک سیکنڈ کیلئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ پس حق یہی ہے کہ اس حدیث میں آنحضرتؐ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ مہدی آپؐ کا روحانی ظل ہوگا۔ اور اس کی بعثت گویا آپؐ کی بعثت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حق و صداقت کے قبول کرنے کی توفیق بخشے کہ وہ تعصب سے ہٹ کر صداقت تسلیم کریں۔

درخواستہائے دُعا

(۱) مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب آف سونگڑہ جیش سے سخت علیل ہیں شفاء کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔
(احقر فضل الرحمٰن، بمقام خوردہ اڑیسہ)

(۲) خاکسار ایم۔ اے حنیظ ایل۔ سی۔ ای فائینل کے امتحان میں شریک ہے۔ بزرگانِ دین، درویشانِ قادیان اور احباب جماعت سے عاجزانہ اپیل ہے کہ میری کامیابی کے لئے دعا کریں تا خداوند تعالیٰ اپنے فضلوں اور رحمتوں سے مجھے اچھے نمبروں سے اعلیٰ درجہ عطا فرمائے۔ آمین (ایم اے حنیظ گلبرگہ)

(۳) میرے دو لڑکے محمود احمد اور سعید احمد فرینکفورٹ (جرمنی) میں بسلسلہ کاروبار گئے ہوئے ہیں ان کی صحت سلامتی اور کامیابی کے لئے احباب جماعت خاص طور سے درویشانِ قادیان دردِ دل سے دعا فرمائیں۔
(نیازمند مرزا محمد شفیع بہادر پرائیٹر فدیہ پرنٹنگ ایجنسی چوک سنت سنگھ لاہور)

(۴) مکرم ڈاکٹر سید جلال الدین صاحب بسنتہ کے دو فرزند امتحان دے رہے ہیں ان کی نمایاں کامیابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

(۵) میرے والد صاحب عرصہ دو تین ماہ سے بیمار ہیں انہیں پیٹ میں درد کا عارضہ ہے احباب ان کی شفاء کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (خاکسار بدرالدین عامل درویش قادیان)

(۶) مکرمی مولوی شریف احمد صاحب امینی کا بڑا لڑکا عزیز صدیق احمد امینی امسال پی ایس سی کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ احباب کرام عزیز کی امتحان میں نمایاں کامیابی کیلئے دعا فرمائیں (ایڈیٹر)

مدراس میں شادی کی تقریب

مدراس ۲۱ر مارچ۔ مکرم مرزا عبد العزیز بیگ صاحب کے بیٹے مرزا ناصر احمد کی شادی کی تقریب مورخہ ۲۸ کو عمل میں آئی موصوف کا نکاح محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ۲۶ دسمبر کو قادیان میں پڑھا تھا۔ شادی رمضان کے دنوں میں ہونے کی وجہ سے مہمانوں کی سہولت کے لئے مکرم مرزا عبد العزیز صاحب نے اپنے لڑکے کی ولیمہ کی دعوت بتاریخ ۱۰ر مارچ کی۔ احباب اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ بننے کے لئے دعا فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

افریقہ میں عیسائیت کی شکست فاش - بقیہ صفحہ اول

نہیں کر سکتا ہے۔ اب ہم آپ کو بھی اس مقابلہ کی طرف پھر دعوت دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ اسے قبول کریں گے۔

ہماری تجویز یہ ہے کہ تیس ناقابلِ علاج مریض منتخب کئے جائیں۔ دس افریقن، دس یورپین اور دس ایشین۔ ان کے ناقابلِ علاج ہونے کی تصدیق یوگنڈا کے ڈائریکٹر آف میڈیکل سروسز کریں گے۔ اس کے بعد ان مریضوں کو ہمارے اور آپ کے درمیان برابر نصف نصف تقسیم کر دیا جائے۔ بعد ازاں ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کے اپنے مذہب کے چھ چھ آدمی مل جائیں اور اس طرح ہم ہر دو فریق اپنے اپنے مریضوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں تاکہ پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے کس کو اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے۔ اور کون اس کے فضل و کرم سے محروم رہتا ہے۔

اب آپ کا تعارف پبلک میں اس طرح کرایا گیا تھا کہ آپ ایک نبی ہیں بالکل ایسے ہی جیسے کہ وہ اسرائیلی انبیاء جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام و وحی ہوتی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو برکت بخشی تھی۔ اس لحاظ سے آپ ہمارے مذکورہ بالا چیلنج کو قبول کرنے کے لئے دوسروں سے بدرجہا بہتر پوزیشن میں ہیں۔ اور آپ کے لئے متذبذب ہونے کی مطلق کوئی وجہ نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ اس چیلنج کو قبول نہ کریں تو پھر ساری دنیا پر یہ واضح ہو جائے گا کہ صرف اور صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جو اس بات کی قابلیت رکھتا ہے کہ انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم کر دے۔ والسلام

آپ کا خیراندیش - محمد اسحٰق صوفی
انچارج احمدیہ مسلم مشن کمپالہ (یوگنڈا)

یہ چیلنج ۱۳ مارچ کو بذریعہ رجسٹری ویونڈ کور کو بھیج دیا گیا اور اس کی نقول دو روزانہ انگریزی اخباروں Uganda Argus - Uganda Nation کو اور ایک مقامی یوگنڈا زبان کے روزانہ اخبار کو بھیج گئیں۔ جونہی پیرا بہ خود پریس میں پہنچا تو اخباری نامہ نگار فوراً اس شخص کے پیچھے چڑھ دوڑے۔ لیکن یہ شخص خود ان سے نہ ملا۔ ہاں اس کی چند آدمیوں کی ٹیم کا ایک آدمی ان سے ملا اور اس نے میرے چیلنج کی نقل دیکھ کر صرف یہ کہا کہ

"ایسا چیلنج تو خود یسوع مسیح بھی قبول نہیں کر سکتا"

دوسرے دن علی الصبح ایک اخبار Uganda Nation نے پہلے صفحہ پر "دو نبیوں کی جنگ" کی موٹی سرخی کے ساتھ میرے اس چیلنج کا ذکر کیا اور ساتھ ہی ان کا مذکورہ بالا جواب بھی درج کر دیا۔ دوسرے اخبار Uganda Argus نے اس پر یہ سرخی جمائی "بشر کو چیلنج کیا جاتا ہے"۔ اور یوگنڈا زبان کے اخبار نے تو اس چیلنج کا ذکر بہت ہی موٹے الفاظ میں کیا۔ چنانچہ پبلک میں اس چیلنج کا خوب چرچا ہوا اور کئی لوگوں نے ہمیں مبارکباد دی۔ اس موقعہ پر جو اور خاص قابلِ ذکر بات ہوئی وہ یہ ہے کہ حکیم محمد ابراہیم صاحب اور خاکسار نے اس سٹیڈیم کے ارد گرد اور روزانہ جہاں پر جہاں یہ شخص تقریر کرتا تھا، سینکڑوں کی تعداد میں اپنا ایک انگریزی اشتہار تقسیم کیا جس کا عنوان تھا "مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوا"۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے دو روز بعد یہاں کے یوگنڈا زبان کے روزانہ اخبار میں ایک مضمون شائع ہوا جس کا عنوان تھا "یسوع مسیح کی وفات کی حقیقت کس جگہ ہے"۔ اس کے نیچے لکھا تھا کہ ایسٹ افریقن احمدیہ مسلم مشن کے لیڈروں نے جو جنگ شروع کی ہے اس کے خلاف یوگنڈا کے مختلف مذاہب کے تمام لیڈروں کا اجماع۔ اس کے بعد یہاں کے کیتھولک آرچ بشپ، پروٹسٹنٹ آرچ بشپ اور مسلمانوں کی تنظیم کے ایک نامعلوم لیڈر (جس کا نام نہیں دیا گیا) ان ہر سہ کے بیان تھے کہ احمدیوں کا یہ عقیدہ غلط ہے کہ مسیح کشمیر میں مدفون ہے۔ اس پر میں نے فوراً ایک اور بیان پریس میں ان ہر سہ اخبارات کو بھجوایا جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ (حالانکہ ان کا بیان صرف یہاں کی مقامی زبان کے اخبار میں تھا) کہ میں کیتھولک آرچ بشپ آف یوگنڈا، پروٹسٹنٹ آرچ بشپ آف یوگنڈا، اور مسلمانوں کے اس چھپ کر بیٹھنے والے لیڈر، ان ہر سہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ کمپالہ میں ایک پبلک مناظرہ کریں جس میں وہ از روئے بائیبل، تاریخ، اور قرآن مجید یہ ثابت کریں کہ مسیح زندہ جسم سمیت آسمان پر چلا گیا ہے۔ اور میں انہی ذرائع سے یہ ثابت کروں گا کہ وہ ہرگز زندہ آسمان پر نہیں گیا ہے۔ اس کے بعد پبلک خود جج کرے گی کہ کون حق پر ہے اور کون نہیں۔

میرا یہ سارا بیان یہاں کی مقامی زبان یوگنڈا کے روزانہ اخبار میں چھپا اور یہاں اتوار کو چھپنے والے تنہا اخبار Sunday Nation کے صفحہ اول پر موٹی سرخی کے ساتھ ایک چوکھٹے میں شائع ہوا۔ اسی طرح ریڈیو یوگنڈا نے بھی ہماری اس چیلنج کا ذکر اس طرح کیا کہ احمدیہ مشن نے ایک چیلنج دیا ہے لیکن کوئی اس کو قبول نہیں کر سکا ہے۔

پس یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ احمدیہ جماعت کے مبلغین کو جو بالکل نہتے ہیں اللہ تعالیٰ عیسائیت کے مقابل پر، جو ہر قسم کے سر و سامان سے لیس ہے، کامیابیاں بخش رہا ہے۔

بالآخر بزرگانِ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ حق جلد از جلد اپنی تمام برکتوں کے ساتھ دنیا کے تمام خطوں میں ظاہر ہو اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔

آمین۔ ثم آمین

مالی سال ختم ہو رہا ہے

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال ختم ہونے میں اب صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے۔ اس لئے احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے ذمہ کے جملہ چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں اور عہدیداران مال کا فرض ہے کہ وہ تمام وصول شدہ چندوں کی رقوم ۲۵ اپریل سے قبل ہی مرکز بھجوا دیں تاکہ آخر اپریل تک خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہو کر متعلقہ جماعتوں کے حساب میں محسوب ہو سکیں۔ اگر کوئی رقم ۳۰ اپریل تک داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ نہ ہو سکی تو وہ اگلے سال میں محسوب ہوگی اور جماعت کے ذمہ اس سال کا بقایا رہ جائے گا۔

اس عرصہ میں چندہ جات کی وصولی کے لئے غیر معمولی کوشش اور جد و جہد درکار ہے کیونکہ ابھی تک بہت سی جماعتوں کا بجٹ لازمی چندہ جات پورا نہیں ہوا۔ جماعتوں میں اعلیٰ اخلاص اور قربانی کی روح پیدا کرنے میں مقامی جماعتوں کے عہدیداران کا بھی بہت دخل ہوتا ہے۔ عہدیداران خود اپنا عملی نمونہ پیش کریں اور مؤثر رنگ میں دوستوں کو تحریک فرماویں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے وصولی چندہ جات کی پوزیشن کافی بہتر ہو سکتی ہے۔ پس جن عہدیداران نے سال کے دوران میں پوری توجہ اور کوشش سے کام نہیں کیا۔ ان کو چاہیئے کہ اب اس کی تلافی کریں۔ اور جن عہدیداران نے سال بھر محنت اور شوق سے کام کیا ہے وہ اس مہینے میں مزید جد و جہد کر کے زیادہ ثواب کما ئیں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مندرجہ ذیل ارشاد احباب جماعت کی خاص توجہ اور عملی کوشش کا متقاضی ہے حضور فرماتے ہیں:-

"میں ایسے چندہ کا قائل نہیں کہ وعدہ (بجٹ) تو لکھ دیا۔ اور پھر خط و کتابت ہو رہی ہو یاد دہانیاں کرائی جا رہی ہوں۔ اخبارات میں اعلانات ہو رہے ہوں اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا رہے"

"تمہارا چندہ ادا کرنا تمہارے اندر ایک نئی روحانیت ایک نیا خلوص اور ایک نیا ایمان پیدا کر دے گا"

جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو دس ماہ کی وصولی چندہ جات اور بقایا کی پوزیشن سے اطلاع دی جا رہی ہے۔ ابھی تک مدرجہ بجٹ کے مقابل پر اصل آمد لازمی چندہ جات میں کافی کمی ہے اور بعض جماعتوں کی وصولی بار بار توجہ دلانے کے باوجود برائے نام ہوئی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت، عہدیداران مال اور حلقہ کے مبلغ صاحبان اپنی اپنی جماعت کی کمی آمد کو پورا کرنے کی فکر کریں۔ اور سال کے آخری دو ماہ میں خاص توجہ سے سو فیصدی وصولی کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کو مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھانے کی سعادت بخشے اور ہم سب کو اس امر کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر کے خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

موصی حضرات کی اطلاع کیلئے

دفتر ہذا کی طرف سے جملہ موصی صاحبان کی خدمت میں ۱۹۶۲-۶۳ء کی اصل آمد معلوم کرنے کیلئے "فارم اصل آمد" ۱۵ اپریل تک بھجوا دیئے جائیں گے۔ جملہ موصی صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ ان فارموں کو جلد از جلد پُر کر کے واپس ارسال فرمائیں تاکہ ان کا سالانہ حساب انہیں بھجوایا جا سکے۔ اور اگر ان کے اور مرکز کے حساب میں کوئی کمی بیشی ہو تو اس کی درستی کی جا سکے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ضرورت ہے

انسپکٹر وصایا و زکوٰۃ کی اسامی کو پُر کرنے کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں کوائف مندرجہ ذیل ہونے چاہئیں ۱۔ تعلیم مولوی فاضل یا میٹرک ۲۔ صرف میٹرک کی صورت میں دینی تعلیم سے واقفیت ضروری ہے۔ ۳۔ تقریر کرنے کا بھی کسی قدر ملکہ ہونا چاہیئے۔ تنخواہ کا گریڈ ۶۰-۴-۱۰۰-۵-۱۳۰-۶-۱۸۰ ہوگا۔ مہنگائی الاؤنس علاوہ

اپنی درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کے توسط تصدیق سے ارسال کریں

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نئی دہلی - ۸ر اپریل - بھارت کے وزیر دفاع شری چوان نے آج وزارتِ دفاع کے مطالبات زر پر بحث کا جواب دیتے ہوئے بھارت سرکار کے اس عزم کا اعلان کیا کہ اگلے چند برسوں میں بھارت کی بری فوج میں بھاری توسیع کی جائے گی - اور اگلے دو برسوں میں اس کی جمعیت موجودہ جمعیت سے کم و بیش دگنی ہو جائے گی۔ آپ کے اس اعلان پر ممبروں نے پر جوش تالیاں بجائیں آپ نے کہا مجھے خوشی ہے کہ اس سال کے آخر تک پانچ پہاڑی ڈویژن جنگی تنظیم کا فیصلہ کیا گیا ہے قائم ہو جائیں گے۔ آپ نے اپنی تقریر کے آغاز میں ممبروں کی طرف سے ڈیفنس بجٹ کی متفقہ حمایت کے لئے شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ان کے تئیں خیر سگالی اور اعتماد کا اظہار کیا ہے - دفاع کے بارے میں بہت زیادہ رازداری رکھے جانے پر نکتہ چینی کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا میں مفادِ عامہ کے جانب اطلاعات کو اخفا میں رکھنے کو بطور اصول نہیں اپنانا چاہتا اور ایسی اطلاعات نہیں روکی جائیں گی - تاہم بعض اوقات باہر کے لوگوں کو اخبارات میں شائع شدہ بعض اطلاعات کے بارے میں قیاس آرائیوں میں مبتلا رکھنا ٹھیک ہوتا ہے۔

نیو یارک - ۸ر اپریل - شریمتی اندرا گاندھی نے کل یہاں کہا کہ پاکستان کا بھارت کے تئیں جس نے اس کے ساتھ امن و دوستی سے رہنے کی کوشش کی رویہ ایسا ہے کہ اس پر اب بھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا - وہ یہاں بھارتی طلباء کو خطاب کر رہی تھیں - انہوں نے کہا کہ پاکستان صرف ان دو ممالک میں سے ایک ہے جنہوں نے بھارت کے خلاف چینی جارحیت کے معاملہ پر مثبت طور پر بھارت دشمن رویہ اختیار کیا - بھارت کشمیر کے متعلق پاکستان سے سمجھوتہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے مگر پاکستان چاہتا ہے کہ ساری وادیٔ کشمیر اور جموں کا بڑا حصہ اس کے حوالے کر دیا جائے اور وہ اس پوزیشن سے ہٹ نہیں - بھارت کے عوام یہ برداشت نہیں کریں گے کہ کشمیر پاکستان کے حوالے کر دیا جائے۔

امرتسر : ۸ر اپریل - باخبر حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ بھارت سرکار نے فیصلہ کیا ہے کہ جو زرعی جائدادیں اور پلاٹ ۱۵ر فروری ۱۹۶۳ء کے بعد نیلام ہوئے ہیں ان کی قیمت کی ادائیگی کے سلسلہ میں بھارت سرکار کی طرف سے جاری کردہ کلیمز باؤنڈ قبول نہیں کئے جائیں گے - اور نہ ہی کوئی شخص باؤنڈ دے کر ان کے عوض نکاسی جائداد خرید سکتا ہے۔ اس فیصلہ سے شرنارتھی حلقوں میں زبردست بے چینی پھیل گئی ہے۔

نئی دہلی - ۸ر اپریل - بھارت سرکار کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو نے آج لوک سبھا میں بتایا کہ ناگالینڈ کی حالت جو دو تین ماہ پہلے قدرے بگڑ گئی تھی پھر سے سدھر رہی ہے اور اب یہ پوری طرح زیر کنٹرول آ رہی ہے - وہاں حالات کے بگڑ جانے کی وجہ کچھ حد تک یہ تھی کہ وہاں سے فوج ہٹالی گئی تھی۔

نئی دہلی - ۸ر اپریل - آج لوک سبھا میں وقفۂ سوالات کے وقت پردھان منتری شری نہرو نے بتایا کہ کشمیر اور دیگر متعلقہ مسائل پر مشترکہ بات چیت کے پیش نظر چین پاکستان سرحدی معاہدہ کے متعلق سیکورٹی کونسل میں کوئی مزید کارروائی کرنا زیر غور نہیں۔

ڈھاکہ - ۸ر اپریل - پاکستان کے صدر ایوب نے کہا ہے کہ اگر کشمیر کے متعلق بھارت اور پاکستان کی آئندہ کانفرنس میں اعلیٰ سطح کی بات چیت کے لئے میدان تیار ہو گیا تو انہیں پردھان منتری پنڈت نہرو سے مل کر خوشی ہوگی۔ صدر ایوب نے ایک پریس کانفرنس میں جہاں کشمیر کے سوال پر مفاہمت کا خواہشمند ہونے کا دعوےٰ کیا وہاں انہوں نے بھارت کو دھمکیاں بھی دیں - اور الزام تراشیاں بھی کیں - انہوں نے کہا کہ صدر کینیڈی کے خاص نمایندے کشمیر کے متعلق کوئی واضح تجاویز نہیں لائے تھے۔ ہم نے ان پر واضح کر دیا ہے کہ پاکستان کشمیر کے سوال پر کوئی دباؤ قبول نہیں کرے گا - اسے صرف ایسا منصفانہ حل قابلِ قبول ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے فوجیں پیچھے ہٹالی جائیں - بھارت اور پاکستان دونوں کا مفاد اسی میں ہے کہ ان میں کشمیر کے سوال پہ منصفانہ تصفیہ ہو جائے - اس کے بغیر دوستانہ تعلقات قائم نہیں ہو سکتے - اس وقت دونوں ملکوں کی فوجیں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہیں۔

مقامی کالج میں جلسہ تقسیم انعامات

جناب وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب کی تشریف آوری

قادیان - ۲۲ر مارچ - آج مقامی کالج کی تقسیم انعامات کی سالانہ تقریب تھی جو کالج کے سامنے گراؤنڈ میں منعقد کی گئی۔ اس موقعہ پر اساتذہ خاص طور پر مدعو کئے گئے مہمانوں کے عام پبلک تین چار ہزار کی تعداد میں شامل ہوئی - جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں وزیر اعلیٰ پنجاب نے انعامات تقسیم فرمائے - اور سردار پریتم سنگھ صاحب ایم اے پرنسپل کالج نے کالج کی طرف سے سالانہ کارگذاری کی رپورٹ انگریزی میں پڑھی - آخر میں جناب چیف منسٹر صاحب نے پنجابی زبان میں تقریر فرمائی جس میں انہوں نے وزارت کی طرف سے قادیان کے کالج کی ترقی کے لئے ہر ممکن امداد کا وعدہ فرمایا - طلباء اور اساتذہ کو بہت سی قیمتی نصائح کیں اور دورانِ تقریر میں احمدیہ جماعت کے متعلق فرمایا کہ

"یہ کالج احمدیوں نے قائم کیا تھا - ان کو علمی ترقی کا بہت شوق تھا اب یہ کالج انہوں نے کالج کمیٹی کو دیا ہوا ہے - مجھے امید ہے کہ وہ یہ کالج کمیٹی کے پاس ہی رہنے دیں گے میں جانتا ہوں کہ احمدیہ جماعت liberal (کشادہ دل) اور Cosmopolitan (ہر قسم کے تعصبات سے آزاد اور تمام عالم کو اپنا وطن سمجھنے والی) ہے - وہ اس تعلیمی ترقی میں ضرور معاونت کرے گی"

تقسیم انعامات کے جلسہ کے بعد جناب چیف منسٹر صاحب، سردار گورمکھ سنگھ صاحب باجوہ سابق وزیر پنجاب کے مکان پر رات کا کھانا تناول کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس دعوت میں پچاس کے قریب قادیان اور علاقہ کے معززین اور سرکاری افسران مدعو تھے - جماعت کی طرف سے مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت اور مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال ضیافت میں شریک ہوئے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے وزیر اعلیٰ امرتسر واپس تشریف لے گئے۔

قادیان میں یوم مسیح موعود کا جلسہ

بقیہ صفحہ ۲

کا ایک شعر یہ ہے

قوم احمد! جاگ تو بھی جاگ اس کے واسطے
ان گنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں

ملک بشیر احمد صاحب ناصر کی پُرسوز آواز میں ریکارڈ شدہ سنائی۔

آخر میں صاحب صدر نے جملہ احباب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی اور اجتماعی دعا کے بعد یہ مبارک اور روحانی تقریب ختم ہوئی - اور جملہ حاضرین اپنی روحوں میں ایک جلا لے کر واپس گئے - (مرزا گیانی بشیر احمد صاحب ناصر بی اے)

قادیان میں عید الاضحیٰ کی قربانی کرنیوالے احباب توجہ فرمائیں

عید الاضحیٰ قریب آ رہی ہے اس موقعہ پر جو استطاعت رکھنے والے احباب یہ خواہش رکھتے ہوں کہ ان کی طرف سے قادیان کی مقدس بستی میں قربانیاں دی جائیں تاکہ ان کے ثواب میں بھی اضافہ ہو اور ان کی قربانیوں کے گوشت سے ہمارے درویش بھی فائدہ اٹھا سکیں وہ جلد از جلد اپنی رقوم میرے پاس بھجوا دیں تاکہ قبل از وقت جانوروں کا انتظام کر لیا جائے اور مقررہ تاریخوں پر قربانیاں دی جا سکیں - آجکل قربانی کے قابل جانور کی قیمت ۳۵ روپیہ ہے - دوست جلد رقوم ارسال فرمائیں۔

(حضرت مولوی) عبد الرحمٰن
امیر جماعت احمدیہ قادیان

حضرت سیدہ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب مرحوم وفات پا گئیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ - ۲۵ر مارچ - بہت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحب زوجہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی والدہ محترمہ حضرت عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب مرحوم مورخہ ۲۴ر مارچ بروز اتوار سوا تین بجے سہ پہر قریباً ۹۲ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون - مرحومہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی نانی اور مکرم سید کمال یوسف صاحب مبلغ سکنڈے نیویا کی دادی تھیں نماز جنازہ آج بعد نماز ظہر مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے احاطہ مسجد مبارک ربوہ میں پڑھائی اور مرحومہ کی نعش کو ۲½ بجے بعد دوپہر بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ اہل ربوہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے - مرحومہ کے داماد محترم شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج مغربی پاکستان ہائی کورٹ نے بھی لاہور سے ربوہ پہنچ کر نماز جنازہ میں شرکت کی ـــــ ادارہ بدر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادگان مرزا وسیم احمد صاحب و مرزا نعیم احمد صاحب و بیگم شیخ بشیر احمد صاحب و شیخ صاحب موصوف و سید کمال یوسف صاحب اور مرحومہ کے جملہ پسماندگان و متعلقین سے اظہار ہمدردی و تعزیت کرتا ہے